

بفیض حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری برکاتی نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام ملا علی قاری قدس سرہ کی اربعین احادیث قدسیہ کا اردو
ترجمہ اور تخریج بنام

الاربعین الرضویۃ فی ترجمۃ الاحادیث القدسیۃ
عرفی نام

اربعین رضویہ

مترجم

نبیرہ اعلیٰ حضرت، خلیفہ تاج الشریعہ و امین شریعت حضرت علامہ مولانا
مفتی الشاہ ابوالفضل محمد فیض رضا خاں عادل الازہری بریلوی
فاضل جامعہ ازہر مصر

تقسیم کار : اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر، درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف
ناشر : رضا اکیڈمی ممبئی

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ

سلسلہ اشاعت نمبر۔۔۔۔۔ ۸۶۱

نام کتاب : الاربعین الرضویۃ فی ترجمۃ الاحادیث القدسیۃ

لما علی قاری علیہ الرحمۃ
نام مترجم : مولانا محمد فیض رضا خاں عادل الازہری

تقدیم و نظر ثانی : مفتی محمد سلیم بریلوی

سن اشاعت : ۲۵ / صفر ۱۴۴۰ھ / ۵ / نومبر ۲۰۱۸ء

بموقع : صد سالہ عرس رضوی

تعداد : ۱۱۰۰۰

ملنے کا پتہ : اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر، سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف، موبائل: +91-7906343315

کتاب ملنے کے پتے:

اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر، درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف
مکتبہ رحمانیہ درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف
رضا اکیڈمی ۵۲، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی۔ ۹
قادری کتاب گھر اسلامیہ مارکیٹ بریلی
برکاتی بک ڈپو، نومحکمہ بریلی شریف

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	عرض ناشر۔ الحاج سعید نوری، رضا اکیڈمی ممبئی	۶
۲	شرف انتساب	۷
۳	دعاۃ کلمات۔ حضرت توصیف ملت بریلی شریف	۸
۴	تقریظ جمیل۔ مفتی محمد اکبر ہزاروی افریقہ	۹
۵	کلمات تحسین۔ صاحبزادہ مفتی حق النبی سکندری پاکستان	۱۲
۶	عرض مترجم۔ مولانا محمد فیض رضا خاں ازہری بریلی شریف	۱۵
۷	تقدیم۔ مفتی محمد سلیم بریلوی بریلی شریف	۱۷
۸	امام ملا علی قاری کے حالات	۸۶
۹	مترجم کا مختصر سوانحی خاکہ	۹۴
۱۰	”اربعین رضویہ“	۹۸
۱۱	﴿ حدیث نمبر: ۱ ﴾	۹۹
۱۲	﴿ حدیث نمبر: ۲ ﴾	۱۰۰
۱۳	﴿ حدیث نمبر: ۳ ﴾	۱۰۱
۱۴	﴿ حدیث نمبر: ۴ ﴾	۱۰۱
۱۵	﴿ حدیث نمبر: ۵ ﴾	۱۰۳
۱۶	﴿ حدیث نمبر: ۶ ﴾	۱۰۴
۱۷	﴿ حدیث نمبر: ۷ ﴾	۱۰۵
۱۸	﴿ حدیث نمبر: ۸ ﴾	۱۰۵

۱۹	﴿ حدیث نمبر: ۹ ﴾	۱۰۶
۲۰	﴿ حدیث نمبر: ۱۰ ﴾	۱۰۶
۲۱	﴿ حدیث نمبر: ۱۱ ﴾	۱۰۷
۲۲	﴿ حدیث نمبر: ۱۲ ﴾	۱۰۸
۲۳	﴿ حدیث نمبر: ۱۳ ﴾	۱۰۸
۲۴	﴿ حدیث نمبر: ۱۴ ﴾	۱۰۹
۲۵	﴿ حدیث نمبر: ۱۵ ﴾	۱۰۹
۲۶	﴿ حدیث نمبر: ۱۶ ﴾	۱۱۲
۲۷	﴿ حدیث نمبر: ۱۷ ﴾	۱۱۳
۲۸	﴿ حدیث نمبر: ۱۸ ﴾	۱۱۳
۲۹	﴿ حدیث نمبر: ۱۹ ﴾	۱۱۴
۳۰	﴿ حدیث نمبر: ۲۰ ﴾	۱۱۴
۳۱	﴿ حدیث نمبر: ۲۱ ﴾	۱۱۵
۳۲	﴿ حدیث نمبر: ۲۲ ﴾	۱۱۵
۳۳	﴿ حدیث نمبر: ۲۳ ﴾	۱۱۶
۳۴	﴿ حدیث نمبر: ۲۴ ﴾	۱۱۶
۳۵	﴿ حدیث نمبر: ۲۵ ﴾	۱۱۷
۳۶	﴿ حدیث نمبر: ۲۶ ﴾	۱۱۷
۳۷	﴿ حدیث نمبر: ۲۷ ﴾	۱۱۸
۳۸	﴿ حدیث نمبر: ۲۸ ﴾	۱۱۹
۳۹	﴿ حدیث نمبر: ۲۹ ﴾	۱۲۰

الحمد لله ! میرے ہم شیر زادہ، نبیرہ اعلیٰ حضرت، شہزادہ توصیف ملت، خلیفہ تاج الشریعہ، فاضل جامعہ ازہر، صاحبزادہ مفتی محمد فیض رضا خاں الازہری سلمہ، ایک نوجوان فاضل و مفتی ہیں۔ ۲۰۱۲ء سے تاحال جامعہ ازہر مصر میں زیر تعلیم ہیں۔ موصوف جامعہ ازہر سے اپنا گریجویشن کمپیٹ کر چکے ہیں۔ بڑی مسرت کی بات ہے کہ وہ پڑھنے کے ساتھ تصنیفی کام بھی انجام دے رہے ہیں۔ عربی سے اردو ترجمہ میں کافی مہارت رکھتے ہیں۔ ان کی ایک کتاب ”کواکب الاقتداء“ فی الحال طبع ہو چکی ہے۔ ابھی کئی کتابیں طباعت کے مرحلے میں ہے۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ کی ”اربعین“ کا انہوں نے سلیس اردو زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے اور تخریج بھی کی ہے۔ یہ ترجمہ ”اربعین رضویہ“ کے نام سے منظر عام پر آ رہا ہے۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد سلیم بریلوی صاحب کی تقدیم نہایت علمی اور فنی جواہر پاروں سے مزین ہے جس نے اس کتاب میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ ہمیں مسرت و شادمانی ہے کہ ہم یہ ترجمہ و تقدیم رضا اکیڈمی ممبئی کی طرف سے شائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوان اور کم عمر بھانجے صاحب کو مزید تحقیقی و تصنیفی کام کرنے کا جذبہ عطا فرمائے، ان کی اس علمی کاوش کو شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین

اسیر مفتی اعظم ہند

محمد سعید نوری، رضا اکیڈمی ممبئی

۱۲۰	﴿ حدیث نمبر: ۳۰ ﴾	۴۰
۱۲۱	﴿ حدیث نمبر: ۳۱ ﴾	۴۱
۱۲۲	﴿ حدیث نمبر: ۳۲ ﴾	۴۲
۱۲۳	﴿ حدیث نمبر: ۳۳ ﴾	۴۳
۱۲۳	﴿ حدیث نمبر: ۳۴ ﴾	۴۴
۱۲۴	﴿ حدیث نمبر: ۳۵ ﴾	۴۵
۱۲۴	﴿ حدیث نمبر: ۳۶ ﴾	۴۶
۱۲۵	﴿ حدیث نمبر: ۳۷ ﴾	۴۷
۱۲۵	﴿ حدیث نمبر: ۳۸ ﴾	۴۸
۱۲۶	﴿ حدیث نمبر: ۳۹ ﴾	۴۹
۱۲۷	﴿ حدیث نمبر: ۴۰ ﴾	۵۰
۱۲۹	تخریج اربعین الاحادیث القدسیہ	۵۱

شرف انتساب

جد امجد سیدی سرکار علی حضرت، امام اہل سنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی
جد امجد شہزادہ علی حضرت حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری برکاتی
تاجدار اہل سنت شہزادہ علی حضرت سیدی سرکار مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری برکاتی
شہزادہ حجۃ الاسلام مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں
اپنے دادا نبیرہ علی حضرت ریحان ملت حضرت علامہ مفتی محمد ریحان رضا خاں قادری نوری
اپنے دادا وارث علوم علی حضرت تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری
امین شریعت حکیم الامت حضرت علامہ مفتی محمد سبطین رضا خاں نوری
اپنے ابا حضور، خطیب اعظم نبیرہ علی حضرت علامہ محمد تو صیف رضا خاں قادری
نوری اور اپنی امی حضور مدظلہما النورانی کے نام ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خادم المقام الرضویہ

ابوالفضل محمد فیض رضا خاں قادری الازہری

دعائیہ کلمات

از: خطیب اعظم نبیرہ علی حضرت علامہ الحاج الشاہ ابوالفیض
محمد تو صیف رضا خاں قادری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ
اپنے اکلوتے فرزند ارجمند مولانا محمد فیض رضا خاں قادری ازہری زید مجدہ کی اس
قلمی کاوش کو دیکھ کر مجھ فقیر قادری کو وہی مسرت و شادمانی حاصل ہوئی جو ایک باغباں کو
اپنے لگائے ہوئے پودوں کی اولین فصل بہاری کو دیکھ کر ہوتی ہے۔ پدرانہ شفقت کا
تقاضہ تو یہ تھا کہ یہ فقیر اپنے کم سن فرزند کی فرقت گوارانہ کرتا مگر مسلک و مذہب کی ترویج و
اشاعت کا تقاضہ یہ ہوا کہ میں یہ فرقت برداشت کروں۔ آخر کار ثانی الذکر کو غلبہ حاصل ہوا
اور چھوٹی سی عمر ہی میں اپنے فرزند وہ بھی اکلوتے فرزند کی فرقت کو برداشت کر کے دیار غیر
میں تحصیل علوم کے لئے بھیج دیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج اس نے یہ دن دکھایا کہ فرزند گرامی
کی یہ دوسری تصنیف ”اربعین رضویہ“ کے نام سے منظر عام پر آرہی ہے ابھی کئی کتابیں اور
بھی زیر طبع ہیں۔ ان شاء اللہ یہ ساری کی ساری کتابیں صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر
آپ حضرات کے ہاتھوں میں ہوں گی۔

فقیر قادری نے اپنے فرزند سے مذہب و مسلک کی ترویج و اشاعت اور مرکز
اہلسنت کی خدمات کے حوالے سے جو توقعات وابستہ کر رکھی ہیں مجھے امید ہے کہ ان شاء
اللہ مستقبل قریب میں وہ ضرور پوری ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ مولانا فیض رضا سلمہ کی اس تحریری
خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے شرف قبول عطا فرمائے۔

آمین بجاہ نبیہ الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

فقیر قادری محمد تو صیف رضا قادری غفرلہ

تقریظ جمیل

از: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اکبر ہزاروی

بانی و مہتمم دارالعلوم پریٹوریا جنوبی افریقہ

الحمد لله رب العالمين و الصلوة و السلام على رسولہ الكريم و على الہ

و صحبہ و امتہ اجمعين

عزیز محترم صاحبزادہ محمد فیض رضا خاں عادل کی پیدائش ۱۲ جنوری ۱۹۹۶ء کو بین الاقوامی مرکز اہل سنت بریلی شریف ہند میں ہوئی۔

اپنی نیک سیرت والدہ محترمہ اور عظیم المرتبت والد بزرگوار، نبیرہ اعلیٰ حضرت و دنیاۓ اہل سنت کی نامور شخصیت، توصیف ملت حضرت مولانا توصیف رضا خاں صاحب زید مجدہ کی سرپرستی و توجہ سے ابتدائی دینی و دنیاوی تعلیم کے حصول کا آغاز کیا۔

۲۰۱۰ء کو عالمی شہرت یافتہ تعلیمی مرکز دارالعلوم پریٹوریا جنوبی افریقہ میں داخلہ لیا۔ دل جمعی کے ساتھ محنت و سعی پر، عمدہ نتیجہ اور طور طریقے اور عمدہ کردار کی بنا پر ہر دلعزیز شخصیت بننے چلے گئے۔ خوش اخلاقی، ملنساری اور تواضع جیسے اوصاف حمیدہ کی بنا پر اپنے اساتذہ، منظمین ادارہ، ہم مکتب ساتھیوں اور متعلقین و متوسلین کے دلوں میں اترتے چلے گئے۔ جو یقیناً اس اعتبار سے بھی قابل تحسین امر ہے کہ فطرتاً صاحبزادگی کا ایک اپنا نفسیاتی رنگ اور تاثر ہوتا ہے جو دوسروں سے اپنے آپ کو برتر و ممتاز سمجھ کر بے اعتنائی کا داعی ہوتا ہے مگر صاحبزادہ صاحب کا خانوادہ اعلیٰ حضرت کی عظمت و شرف والی نسبت کے باوجود تواضع، انکساری اور ملنساری جیسے اوصاف یقیناً اللہ کریم کے فضل، نبی رحیم علیہ التسلیم کی توجہ سے مستقبل کی تابندگی کے لئے ایک سنگ میل کی علامت تھی۔

تواضع ز گردن فرازان کوست

گداگر تواضع کند خوئے اوست

۲۰۱۲ء میں صاحبزادہ صاحب نے اپنے والد بزرگوار اور اساتذہ کے مشورہ سے دنیا کی قدیم ترین اور مشہور تر اسلامی یونیورسٹی ”جامعہ ازہر مصر“ کے شعبہ ”الکلیۃ الشرعیۃ الاسلامیۃ“ سے ڈگری کے حصول کے لئے باقاعدہ وابستگی اختیار کی۔ اس میں نمایاں کامیابی کے حصول کے بعد اب ۲۰۱۸ء میں بھی مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کا یہ مبارک سلسلہ جامعہ ازہر کے اسی شعبہ میں جاری ہے اور ”الدراسات العلیا“ میں اعلیٰ ڈگری کے حصول کے لئے اپنے ہی جد امجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمن کے مشہور رسالہ ”کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم“ پر تحقیقی مقالہ لکھنے کی سعی میں مصروف عمل ہیں۔ وفقہ اللہ بجاء حبیبہ الکریم علیہ السلام۔

صاحبزادہ صاحب ان دنوں جامعہ ازہر سے چھٹیاں گزارنے اپنے والدین و اقارب سے ملنے انڈیا آئے ہیں اور یہاں بھی انہوں نے اپنے آپ کو تصنیفی، قلمی، تعمیری اور مفید کاموں میں مصروف رکھا ہوا ہے چند دن پہلے اپنے دادا جان حضور ریحان ملت علیہ الرحمہ کے برادر اصغر قبلہ تاج الشریعہ کے ایک عربی شاہکار ”الصحابة نجوم الاهتداء“ کا اردو میں ترجمہ کیا ہے اور اب حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ کی ”کتاب الاربعین للاحادیث القدسیۃ“ کا اردو مع تخریج احادیث ”اربعین رضویہ کے نام سے منظر عام پر لا رہے ہیں۔ اس کا مطالعہ بالتفصیل بنا بر قلت وقت و دیگر مشاغل اور عارضہ قلب کی علت کے باعث نہ کر پایا۔ مگر کچھ چیدہ چیدہ مقامات دیکھنے سے صاحبزادہ موصوف کی علمی صلاحیت و محنت قلبی تسکین و مسرت کا باعث ہوئی۔ بس دعائیہ کلمات کے ساتھ اس شعر پر اختتام کروں۔

کلمات تحسین

از: محقق اہل سنت حضرت علامہ صاحبزادہ مفتی

حق النبی صاحب سکندری از ہری سندھ پاکستان

نحمدہ نصلی و نسلم علی رسولہ سیدنا و مولانا و شفیعنا محمد و

آلہ و اصحابہ اجمعین

اما بعد !

اللہ رب العزت کی حکمت کے تحت ہر زمانے میں ایسے اشخاص پیدا ہوتے ہیں جو اپنی اکیلی ذات میں انجمن ہوتے ہیں اور سیکڑوں لوگوں کا کام وہ اکیلے سر کرتے ہیں۔ ماضی میں اس کی مثال حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ میں نظر آتی ہے اور یہ سلسلہ آگے بڑھتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور امت مسلمہ میں ایسے گوہر نایاب پیدا ہوتے رہے جنہیں دیکھ کر رشک آتا ہے اور ایسے لوگ سرورِ دو عالم ﷺ کی حدیث شریف ”امتی امة مبارکة“ (میری امت بابرکت امت ہے) کا مصداق ہوا کرتے ہیں۔

اس سلسلے کی ایک کڑی ہمارے پاک و ہند میں مجددِ دین و ملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت بھی ہیں کہ جن کے فیض نے ایک عالم کو بابرکت بنایا اور آپ کی نظر و علم نے کروڑوں مردہ دل جلانے۔ اعلیٰ حضرت کے اس خانوادے کی علمی روایات ہمیشہ نیرتاباں بن کر چمکتی رہی ہیں اور ان شاء اللہ تاقیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

اس خانوادہ رضا کی جلیل القدر ہستی حضرت تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ بھی تھے کہ جن کا حال ہی میں وصال ہوا۔ آپ کے وصال کے بعد دل پر ایک عجیب

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ رونی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وری پیدا

اللہ کریم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل مترجم موصوف کو اس کا

مصدق بنائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں امین باد

محمد اکبر ہزاروی

دارالعلوم پریٹوریا جنوبی افریقہ

کیفیت طاری تھی مگر یہ یقین ضرور تھا کہ علم کی وہ شمع جو امام احمد رضا نے جلائی تھی وہ بجھنے والی نہیں۔

کتاب ہذا حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ کی ”کتاب الاربعین لاحادیث القدسیۃ“ کے ترجمہ، تحقیق اور تخریج پر مشتمل ایک علمی کاوش ہے۔ یہ اربعین بہت اہمیت کی حامل ہے۔ کتاب کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر خانوادہ رضا کے فرد اور ”فیض رضا“ کے مظہر حضرت مکرمی صاحبزادہ مفتی فیض رضا ازہری رضوی حفظہ اللہ نے اس اہم کتاب کو اردو قالب میں ڈھال کر ایک اہم کام سر انجام دیا ہے۔ اگرچہ یہ ترجمہ ہے پر عبارت و ترجمہ کی روانی و سلاست سے ایسا کہیں محسوس نہیں ہوتا کہ یہ ترجمہ ہے۔ فاضل مترجم نے پیرابندی اور اردو زبان کے بر محل الفاظ کا جو چناؤ رکھا ہے اس سے ان کی علمی قد کاٹھ کا واضح ثبوت ملتا ہے۔

فاضل مترجم سے میری شناسائی برسوں پر محیط ہے کہ اس خانوادے سے ہمارا تعلق ۱۹۶۰ء کی دہائی سے شروع ہوتا ہے کہ اسی خانوادہ کی ایک عظیم شخصیت حضرت مولانا تقدس علی خاں رضوی ہمارے والد گرامی حضرت سلطان الواعظین مفتی اعظم سندھ، مفتی عبدالرحیم سکندری کے استاذ و مربی ہیں۔ حضرت علامہ تقدس علی خاں کی محبتیں و شفقتیں ہمارے گھرانے پر اس قدر ہیں کہ حضرت والد گرامی قدس سرہ العزیز نے وادی سندھ کے گلی کوچوں میں بریلی کے امام احمد رضا کے چرچے عام کئے، سندھی عوام نے اس والہانہ محبت کے مناظر اس قدر دیکھے کہ یہ بولنے پر مجبور ہوئے ”سندھ کی سرزمین پر اگر ذکر رضا کا حق ادا کیا تو مفتی عبدالرحیم سکندری نے کیا“۔

اسی عظیم قدیمی روحانی و علمی تعلق کا ذرہ مجھ کو بھی ملا کہ کتاب ہذا کے مترجم فاضل زعیم، عالم فہیم، صاحب اخلاق محمدی حضرت میاں فیض رضا ازہری قادری رضوی سے سرزمین مصر پر ملاقات ہوئی۔ جامعہ ازہر کے اس تعلیمی زمانے میں محبت،

شفقت، علم و عمل کا ایسا تعلق جڑا کہ اس نے سابقہ تعلقات کو جلا بخشی۔

فاضل ازہر، صاحب علم و عمل حضرت علامہ فیض رضا کو میں نے اسی زمانے میں ایک محنتی و صاحب فہم عالم پایا جو اپنے اکابر کے علم اور روایات کا امین و پاسدار تھا۔ آج ان کی اس کاوش کو دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی اور دل سے دعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ ان کو مزید برکت سے نوازے اور اس ”فیض رضا“ کا فیض عام کرے۔ آمین

حق النبی سکندری ازہری
جانشین سلطان الواعظین، مفتی اعظم سندھ
حضرت علامہ مفتی عبدالرحیم سکندری نور اللہ مرقدہ،
شاہ پور چاکر شریف سندھ پاکستان

عرض مترجم

حامدا و مصلیٰ و مسلما! تعلیمی مصروفیات میں سے وقت نکال کر فقیر کی یہ کوشش اور یہ وطیرہ رہتا ہے کہ اپنے اجداد اکرام خصوصاً سیدی سرکار علی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفات و تالیفات اور آپ کے فتاویٰ و رسائل کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کروں۔ اسی مطالعہ کے درمیان جد امجد علی حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کے ان رسائل کا بھی مطالعہ کیا کہ جو فن حدیث کے موتیوں اور لعل گہر سے بھرپور ہیں۔ فن حدیث اور اس سے متعلق دیگر فنون کے تعلق سے میرے جد امجد نے جو علمی نکات بیان فرمائے ہیں وہ واقعی لا جواب مفید اور بے مثال ہیں۔ ان رسائل کا مطالعہ کرنے کی وجہ سے میرے اندر بھی اس فن سے خصوصی دلچسپی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ اس فن کے مواد کو خاص طور پر پڑھنے کا میں دلدادہ ہوتا چلا گیا۔ اسی دلچسپی کا یہ نتیجہ ہے کہ جب میرے مطالعہ کی میز پر حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ کی ”کتاب الاحادیث القدسیہ“ آئی۔ تو میں نے ارادہ کر لیا کہ اس کا ترجمہ تخریج کے ساتھ اردو دنیا کے سامنے لانا ہے۔ چالیس حدیثوں کی نشر و اشاعت کرنے والوں کو اللہ کے رسول ﷺ نے کئی نویدیں سنائی ہیں۔ میرے دل میں بھی یہ ارمان جاگا کہ میں بھی ان احادیث کریمہ کے مبشرات کا صدقہ حاصل کروں۔ اربعین نویسی میرے لئے ذریعہ نجات بنے۔ اس تمنا کے دل میں پیدا ہوتے ہی کام شروع کر دیا۔

اظہار تشکر :- طباعتی مراحل سے گزارنے میں مفتی محمد خورشید عالم صاحب، مولانا غلام جیلانی کا نمایاں کردار رہا۔ مولانا محمود صاحب نے اس کی کمپوزنگ کی۔ حضرت مفتی محمد سلیم صاحب بریلوی کا جتنا بھی شکر یہ ادا کیا جائے کم ہے۔ حضرت نے تصحیح، نظر ثانی، پروف ریڈنگ کرنے کے ساتھ اس ترجمہ پر ایک مفصل تقدیم بھی تحریر فرمائی۔ حضرت مفتی

صاحب قبلہ ہمارے ابتدائی کتابوں کے استاذ بھی ہیں۔ نہایت مشفق، سنجیدہ، علم دوست اور علم پسند شخصیت کے مالک ہیں۔ انہوں نے اس کتاب کو منظر عام پر لانے کے لئے رات و دن محنت کی۔ اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود صرف اس وجہ سے کہ یہ اعلیٰ حضرت سے نسبی تعلق رکھنے والے اس فقیر راقم کی کتاب ہے اس لئے انہوں نے شب و روز ایک کر دئے۔ نہایت علمی، فنی اور علم حدیث کے جواہر پاروں سے مزین تقدیم لکھی یہ بلاشبہ طالبان علوم حدیث کے لئے ایک عظیم سوغات ہے۔ فقیر کے محدود علم کے مطابق اب تک اربعین نویسی پر اردو زبان میں ایسا مفصل مواد سامنے نہیں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے استاذ محترم کو اعلیٰ حضرت اور ہمارے بزرگوں کا خوب سے خوب تر علمی و روحانی فیضان عطا فرمائے۔

اربعین رضویہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، اللہ تعالیٰ اسے شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والثناء۔

محمد فیض رضا خان الازہری غفرلہ ولوالدیہ

مرکز اہل سنت درگاہ اعلیٰ حضرت خانقاہ رضویہ بریلی شریف

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

مقدمہ

از: محمد سلیم بریلوی

رسول اور احادیث رسول کی تشریعی حیثیت و اہمیت

اللہ تعالیٰ نے جب چاہا کہ وہ نیست کو ہست بنائے، عالم امکان کو ”وجودی قبا“ زیب تن کرائے اور کائنات کی تخلیق فرمائے تو اس نے سب سے پہلے اپنے نور سے ہمارے آقا، نبی آخر الزماں، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا۔ انہیں ”خلیفہ اول“ اور ”نائب مطلق“ کا منصب جلیل عطا فرمایا۔ انہیں اپنا محبوب، ”عالم امکان کا شاہ“ اور ”خلق کا آقا“ بنایا۔ مگر اس کے ساتھ ہی دنیا میں آپ کو سارے انبیائے کرام کے بعد مبعوث فرمایا۔

سرزمین مکہ پر اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو سارے عالمین کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا تو آپ کو ایک ”جامع منشور“، بے مثل و بے مثال ”دستور“ اور زندگی کے ہر شعبہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا ایک ایسا کامل و اکمل ”قانون“ بھی عطا فرمایا کہ جو ایک طرف تو کامیابی و کامرانی والی ”وسطی شاہراہ“ کی طرف انسانوں کی رہنمائی کرتا ہے تو دوسری طرف انہیں ہر طرح کی روحانی و جسمانی، اور دنیوی و قلبی شفا بھی عطا فرماتا ہے۔ یہ وہی دستور آئین ہے جسے ”کلام الہی“، فرقان مجید، قرآن کریم اور کتاب اللہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ اللہ کا ایسا کلام ہے کہ جس کے ”مخاطب“ ہمارے آقا خاتم النبیین ﷺ ہیں۔ ظاہر ہے کہ متکلم کے کلام کے معانی و مفہیم، رموز و اسرار، اشارات و جملاات، منشاء و مقتضیات اور حقیقی مراد ”مخاطب“ کے علاوہ کوئی اور نہیں سمجھ سکتا۔ متکلم اپنے کلام کے محملات کی تفصیل، عام کی تخصیص، اطلاق کی تنقید، مشروط کی شرط، حکم منزل و موجود کا رفع و نسخ، کلیات، مبادیات اور اصول کے جزئیات، کیفیات، احکام کے مکمل خد

و خال، اوامر و نواہی کی مکمل کیفیات، معانی و مفہیم کی تعیین، اس کی مراد کی تشریح و تفسیر اور اس کی توضیح و تبیین اپنے مخاطب ہی کو بتاتا ہے۔

وحی متلو اور وحی غیر متلو

اصول و کلیات کی صورت میں، فرشتہ کے واسطہ سے، لوح محفوظ سے براہ آسمان دنیا اللہ رب العزت کی جانب سے جو کلام الہی نازل ہوا اسے ”وحی متلو“ اور ”کتاب اللہ“ کہتے ہیں۔ من جانب اللہ، قلب رسول پر القا ہونے والے معانی و مفہیم اور مضامین پر دلالت کرنے والے جو لعل و گہر آقا کریم ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے بصورت کلام جاری ہوئے، انہیں ”وحی غیر متلو“ کے نام سے جانا گیا لیکن اگر اس ”وحی غیر متلو“ کو آقا نے ”اللہ رب العزت“ کی جانب منسوب کر کے بیان کیا تو اسے ”حدیث قدسی“ اور اللہ کی جانب اسناد کے بغیر یہ کلام فرمایا تو اسے ”حدیث رسول“ کے نام سے جانا گیا۔

قرآن کریم کے معانی و مفہیم بھی اللہ کے اور ان پر دلالت کرنے والے الفاظ و عبارات اور نظم قرآنی بھی اللہ کی جانب سے آئی ہے۔ ایک کو کلام نفسی اور دوسرے کو کلام لفظی کہتے ہیں۔ کلام نفسی اللہ رب العزت کی صفت ازلی قدیم ہے اور کلام لفظی حادث و مخلوق ہے۔ اس کے برخلاف حدیث رسول کے معانی و مفہیم اگرچہ اللہ کی جانب سے القا فرمائے گئے مگر معانی و مفہیم پر دلالت کرنے والے الفاظ و عبارات ہمارے نبی ﷺ کے ہوتے ہیں۔ لہذا آقا کریم ﷺ نے جو فرمایا، جو کیا، یا جسے برقرار رکھا وہ سب حکم الہی، منشاء خداوندی، وحی ربانی اور القائے خداوندی سے کیا۔ قرآن کریم اس کی طرف یوں اشارہ فرماتا ہے:

”وما ينطق عن الهوى۔ ان هو الا وحى يوحى“

(سورہ نجم آیت ۳، ۴ پارہ ۲۷)

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی۔

(کنز الایمان)

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اسی مفہوم کو اپنے ایک شعر میں یوں ادا فرماتے ہیں۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

حکمت کا مفہوم

یہی وجہ ہے کہ آقا کریم ﷺ اللہ کی جانب سے نازل ہونے والے کلام الہی، کتاب ربانی، قرآن مجید اور فرقان حمید کی تلاوت بھی فرماتے، صحابہ کو پڑھنا بھی سکھاتے، اس کے رموز و اسرار، ”مراد الہی“ کی تشریح و توضیح اور تبیین و تعیین کے لئے اپنی زبان اقدس سے ”حکمت“ کے موتیوں کی ”بارانِ رحمت“ بھی فرماتے۔ لہذا کتاب و متن کو ”قرآن“ اور شرح و حکمت کو ”حدیث“ کہا گیا۔ پتہ چلا کہ احادیث کریمہ کی عبارات اور اس کے الفاظ اگرچہ رسول کے ہیں مگر ان کے مطالب و معارف یہ اللہ کی جانب سے نازل کردہ ہیں جنہیں قرآنی زبان میں ”حکمت“ سے تعبیر فرمایا گیا۔ قرآن کریم میں ہے کہ:

”و انزل اللہ علیک الکتب و الحکمة و علمک ما لم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیماً“۔

ترجمہ:- اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی اور حکمت بھی نازل کی اور سکھادیا تم کو وہ جو تم نہیں جانتے تھے اور تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:

”واذکرن ما یتلی علیکن فی بیوتکن من آیت اللہ و الحکمة“

ترجمہ: یاد کرو اس کو جس کی تلاوت ہوتی ہے تمہارے گھروں میں آیتیں اور حکمت۔

احادیث کریمہ کی صورت میں یہ حکمت بھی اللہ ہی کی جانب سے عطا فرمائی گئی تھی اس کی تصریح ابوداؤد شریف کی اس حدیث میں بھی ملتی ہے:

”الا انی اوتیت القرآن و مثله معہ“ (ابوداؤد شریف)

ترجمہ: معلوم ہونا چاہئے کہ مجھے قرآن بھی عطا کیا گیا اور اس کے ساتھ اس کا مثل بھی۔

اس حدیث میں واضح طور پر فرمایا کہ اللہ کی جانب سے قرآن کریم کی صورت

میں ”وحی متلو“ بھی نازل فرمائی گئی تھی اور احادیث کریمہ کی صورت میں ”وحی غیر متلو“ بھی۔ جسے آقائے ”مثله معہ“ سے تعبیر فرمایا۔

ان دونوں آیتوں اور مذکورہ بالا ابوداؤد کی حدیث پاک میں حکمت سے مراد یہی احادیث کریمہ اور اقوال رسول ہیں کہ جو نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے تفویض کئے جاتے اور کتاب اللہ کے علاوہ احادیث کریمہ کے یہ معانی و مفاہیم قرآن عظیم کی تشریح کے لئے اتارے جاتے۔ اسی وجہ سے کتاب کا ذکر الگ اور حکمت کا ذکر الگ کیا گیا۔ جہاں کتاب اللہ کو یاد کرنے کا حکم دیا گیا وہیں اس حکمت نامی احادیث رسول کو بھی یاد کرنے کا حکم جاری فرمایا گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ جس طرح کتاب اللہ پر عمل ضروری ہے اسی طرح احادیث کریمہ پر بھی عمل پیرا رہنا لازمی اور واجب امر ہے۔

رسول بحیثیت شارح قرآن

ہمارے نبی ﷺ قرآن کریم کے جہاں ”معلم“ ہیں وہیں ”شارح اور مبین“ بھی ہیں۔ قرآن کریم کو بغیر نبی ﷺ کے سمجھنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے احادیث کریمہ کی مدد حاصل کرنا ایک لازمی اور واجب امر ہے۔ اسی وجہ سے جس طرح قرآن کریم کے احکام پر عمل لازم ہے اسی طرح احادیث کریمہ کو ماننا، تسلیم کرنا، ان پر عمل کرنا اور انہیں اپنی زندگی کے ہر شعبہ کے لئے ”دستور کامل“ بنانا لازم و ضروری ہے۔ اگرچہ قرآن کریم میں ہر چیز کا ”روشن بیان“ ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

”تبیینا لکل شئ“ یعنی قرآن کریم میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو لیکن ان تمام روشن بیانوں کو آقا کی مدد کے بغیر سمجھنا ناممکن ہے کہ یہ ذمہ داری ہمارے نبی ﷺ کو عطا فرمائی گئی۔ اسی لیے قرآن کریم کے مجملات اور اس کے نصوص کے محمل و مراد کو جاننے اور سمجھنے کے لیے ہمیں آقا کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہوگا۔ ہمارے آقا کی اس حیثیت و اہمیت کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا:

”وانزلنا الیک الذکر لتبیین للناس ما نزل الیہم“

ترجمہ:- اے نبی! ہم نے یہ قرآن آپ کی طرف اس لیے اتارا کہ تو لوگوں سے شرح بیان فرمادے اس چیز کی جو ان کی طرف اتاری گئی۔

احادیث کریمہ اور اقوال رسول کی اسی دینی و مذہبی حیثیت کو بتانے کے لئے قرآن کریم میں بہت سی آیتیں نازل فرمائی گئیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ من یطع الرسول فقد اطاع الله۔

(النساء آیت ۸۰)

ترجمہ:- جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

۲۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله۔

(النساء آیت ۶۴)

ترجمہ:- ہم نے رسول کو اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے اذن سے اس کی اطاعت کی جائے۔

۳۔ فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما۔

(النساء آیت ۶۵)

ترجمہ:- تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔ (کنز الایمان)

۴۔ وماکان لمومن ولا مؤمنة اذا قضی الله ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم۔ ومن یعص الله ورسوله فقد ضلّ ضلّا لا مبینا۔

(الاحزاب آیت ۳۶)

ترجمہ:- اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار ہے۔ اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی بہکا۔

(کنز الایمان)

رسول بحیثیت شارع

ہمارے آقا ﷺ قرآن کریم کے صرف معلم و شارح ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ”تشریعی“ اختیارات عطا فرما کر دین کا ”شارع“ بھی بنایا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

”وما اتاکم الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتهوا“۔

(حشر: آیت ۷)

ترجمہ:- اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائے وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (کنز الایمان)

”قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی“

(آل عمران: آیت ۳۱)

ترجمہ:- اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ (کنز الایمان)

”لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة“۔

(احزاب: آیت ۲۱)

ترجمہ:- بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (کنز الایمان)

”ویحل لهم الطیبت ویحرم علیهم الخبث“

(اعراف: آیت ۱۵۷)

ترجمہ:- اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔ (کنز الایمان)

اور خود آقا ﷺ نے اپنے عمل کی پیروی کرنے کا یوں حکم دیا:

صلو کما رأیتمونی اصلی۔

(مسلم شریف)

ترجمہ:- جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھو ویسے ہی تم نماز پڑھو۔

حدیث کی حجیت

واضح ہوا کہ ہمارے آقا، قرآن کریم کے ایسے مبین اور شارح ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ”تشریعی“ اختیارات کے ساتھ دنیا میں مبعوث فرمایا۔ آپ کی تشریح، توضیح، تبیین، تفسیر، مجمل کی تفصیل، مراد کی تعیین، مبہم کی تبیین، مقید کے اطلاق اور مطلق کی تقید کے بغیر احکام الہیہ کا فہم و ادراک ناممکن اور شریعت اسلامیہ پر عمل محال ہے۔ اس طرح محال ہے کہ احادیث رسول کے بغیر خدائی احکام اور ربانی اوامر و نواہی پر عمل کیا ہی نہیں جاسکتا کیوں کہ بہت سے دینی احکام وہ ہیں کہ قرآن کریم میں مذکور نہیں مگر وہ دین کا حصہ ہیں۔ شریعت انہیں ”واجب الاعتقاد“ اور ”واجب العمل“ قرار دیتی ہے۔ کیونکہ وہ وحی متلو تو نہیں مگر وحی غیر متلو اور حکمت کا حصہ ہیں۔

ذرا غور فرمائیں کہ ”صلوٰۃ“، ”زکوٰۃ“، ”تیمم“، ”حج“ اور ”عمرہ“ جیسے یہ الفاظ ”عربی زبان“ کے ہیں مگر ان کا ”لغوی معنی“ کچھ اور ہے اور شرعی کچھ اور۔ ان کے اس مخصوص شرعی معانی کی تعیین کس نے کی؟ ظاہری بات ہے کہ ان الفاظ کے یہ مخصوص معانی ہمیں رسول ہی کی جانب سے ملے۔ اگر احادیث کریمہ نہ ہوتیں تو ان کے یہ مخصوص معانی ہمیں کیسے میسر ہوتے؟ ہمیں کیسے معلوم ہوتا کہ لفظ صلوٰۃ سے قیام، رکوع، سجدے کی یہ مخصوص ہیئت مراد ہے؟ اذان سے لے کر سلام پھیرنے تک نماز کی یہ پوری ”ہیئت کذائیہ“ کی معرفت ہمیں قرآن سے نہیں بلکہ حدیث سے ہوتی ہے۔ اسی طرح حج، زکوٰۃ وغیرہ کی مکمل تفصیلات اور یہ معروف طریقہ ہمیں قرآن نے نہیں بلکہ حدیث نے سکھایا ہے۔ نیز خود قرآن کریم میں بے شمار ایسی آیتیں ہیں کہ جن کے معانی و مفاہیم ان کے پس منظر اور ان کے شان نزول کے بغیر سمجھنا ناممکن ہیں۔ تو ان آیات کے شان نزول اور ان کے پس منظر کی بھی معرفت ہمیں احادیث کریمہ ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر

احادیث کریمہ نہ ہوں تو قرآن کریم انسانوں کے لئے ایک ”چیتاں“ بن کر رہ جائے گا۔ اسی وجہ سے رسول اکرم ﷺ کے احکام کی اطاعت اور آپ کے افعال کی اتباع قیامت تک کے مسلمانوں پر واجب قرار دی گئیں۔ احادیث کریمہ کی اسی اہمیت کے پیش نظر اسے دین کا لازمی جزء بنا دیا گیا۔ جس طرح قرآن کریم دین و مذہب کی اساس، شریعت اسلامیہ کا مصدر، منبع و سرچشمہ، دلیل شرعی، واجب العمل اور واجب الاعتقاد ہے اسی طرح احادیث کریمہ بھی مذہب اسلام کی اساس و بنیاد، شریعت اسلامیہ کا مصدر، دلیل شرعی، منبع و سرچشمہ، واجب الاعتقاد اور واجب العمل ہیں۔

احادیث کریمہ کی حفاظت میں صحابہ کرام کے جذبہ و اہتمام کے اسباب

صحابہ کرام جس طرح قرآن کریم کی جمع و تدوین، حفظ و کتابت، حفاظت و صیانت اور اس کے ادب و احترام میں کوشاں رہتے، دلچسپی رکھتے اور جدوجہد کرتے اسی طرح وہ احادیث کریمہ کو جمع کرنے، انہیں یاد کرنے، انہیں مرتب و مدون کرنے، انہیں لکھنے، ان کی ترویج و اشاعت کرنے، ان کی افہام و تفہیم، درس و تدریس اور نوپید مسائل میں ان سے استناد و استشہاد کے سلسلہ میں نہایت جدوجہد کرتے، کوشاں رہتے، جانفشانی کرتے، ہر کام سے بڑھ کر اس کام کو اہمیت دیتے۔ خود بھی اہتمام کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلاتے۔ ایک دوسرے سے احادیث کریمہ کا دورہ و مذاکرہ کرتے، انہیں حاصل کرنے کے لئے تگ و دو کرتے اور ان کے حصول کے لئے دور دراز کا سفر کرتے۔

مثال کے طور پر حضرت جابر کہ جنہیں بے شمار احادیث کریمہ یاد تھیں۔ آج ہمارے پاس ان کی مرویات کی تعداد ایک ہزار پانچ سو چالیس ہیں۔ اس کے باوجود انہیں معلوم ہوا کہ ایک دور دراز کے خطہ میں کسی صاحب کے پاس ایک حدیث رسول ہے تو اس کی تحصیل کے لئے انہوں نے ایک مہینہ کی مسافت طے کی۔ اس طرح کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔

عہد صحابہ میں حفظ حدیث

احادیث کریمہ کو یاد رکھنے، ان کو جمع کرنے، ان کی ترویج و اشاعت اور ان کی تبلیغ و ترسیل میں صحابہ کرام کے شوق، جذبہ، ولولہ اور اہتمام و انتظام کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ سے حدیثیں سنتے۔ آپ کے مجلس سے تشریف لے جانے کے بعد ہم آپس میں حدیثوں کا دورہ کرتے۔ اس کی صورت یہ ہوتی کہ ایک دفعہ ایک آدمی ساری حدیثیں بیان کرتا، پھر دوسرا پھر تیسرا۔ کبھی کبھی تو ساٹھ ساٹھ آدمی ہماری محفل میں ہوتے اور سب باری باری ایک ایک کر کے یہ حدیثیں بیان کرتے۔ اس طرح دورہ کرنے کے بعد جب ہم مجلس سے اٹھتے تو یہ احادیث کریمہ ہمیں اس طرح یاد ہوتیں گویا کہ انہیں ہمارے دلوں میں جاگزیں کر دیا گیا ہو۔

(مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۶۱ مفہوما)

☆ اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی بیان ہے کہ ہم فرض نمازوں کے بعد عہد نبوی میں مسجد میں بیٹھ جاتے پھر قرآن پاک اور احادیث کریمہ کا دورہ کرتے۔

(مستدرک للحاکم جلد ۱ صفحہ ۹۴ مفہوما)

☆ حضرت ابوسعید خدری کا بھی بیان اسی سے ملتا جلتا ہے کہ صحابہ کرام جب بھی کہیں آپس میں مل بیٹھتے تو ان کی گفتگو کا محور و موضوع اللہ کے رسول کی حدیث کریمہ ہوتیں یا قرآن پاک کی کسی سورۃ کی تلاوت کرتے یا تلاوت سنتے۔

(مستدرک للحاکم جلد ۱ صفحہ ۹۴ مفہوما)

اس طرح کے بے شمار واقعات اسلامی تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ احادیث کریمہ کو پڑھنے، پڑھانے، یاد کرنے، یاد کرانے، محفوظ رکھنے اور محفوظ کرانے میں صحابہ کرام غیر معمولی دلچسپی اور بے مثال جذبہ و لگن رکھتے تھے۔

عہد صحابہ میں کتابت حدیث

صحابہ کرام احادیث کریمہ کو صرف زبانی ہی یاد نہیں کرتے بلکہ لکھ کر بھی اپنے

پاس انہیں محفوظ رکھتے۔ خود بھی یہ کام کرتے اور دوسروں سے بھی اس کام کی تلقین کرتے۔ کتابت حدیث بھی کرتے اور حفظ حدیث بھی۔ چند مثالیں مندرجہ ہیں:

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن عمر کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے حلقہ درس میں آقا کے ارشادات لکھ رہے تھے۔

فتح مکہ کے موقع پر آپ نے حقوق انسانی کے تعلق سے جو بے مثال اور تاریخ ساز خطبہ ارشاد فرمایا اس کو ایک یمنی شخص نے تحریری شکل میں عطا کرنے کی گزارش کی تو آپ نے ابو شاہ نامی ان صاحب کو حقوق انسانی پر مشتمل وہ خطبہ لکھ کر دینے کا صحابہ کرام کو حکم دیا۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص نے حدیث لکھنے کی اجازت خود آقا کریم ﷺ سے حاصل فرمائی تھی اور انہوں نے یہ حدیثیں ایک مجموعہ میں جمع کر کے اس کا نام ”صادقہ“ رکھا تھا۔ اس میں ایک ہزار حدیثیں تھیں۔

(بخاری جلد دوم۔ اصابہ حرف العین۔)

☆ ابوداؤد میں ہے کہ آقا ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں مسائل زکوٰۃ سے متعلق جملہ احادیث کریمہ یکجا طور پر قلم بند کروادی تھیں۔ جس کا نام ”کتاب الصدقہ“ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے عہد خلافت میں اسے نافذ فرمایا۔

(ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ صفحہ ۱۵۷)

☆ نبی کریم ﷺ نے احادیث کریمہ کا ایک ضخیم مجموعہ اہل یمن کے پاس حضرت عمرو بن حزم کی وساطت سے ارسال فرمایا تھا۔

(نسائی جلد دوم صفحہ ۲۴۷۔ مؤطا امام محمد)

☆ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثیں ہمام بن منبہ کے صحیفہ میں درج ہیں جو شائع ہو چکا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس کی حدیثوں کو ان کے شاگردوں نے تحریری شکل میں جمع

کیا۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عمر کی روایات کو حضرت نافع نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔

☆ حضرت جابر کی حدیثوں کو قتادہ نے تحریری شکل میں محفوظ کیا تھا۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ کی مرویات کو حضرت عروہ نے تحریری شکل میں نقل کیا تھا۔

☆ حضرت انس نے اپنے بیٹے سے احادیث کریمہ نقل فرمائیں۔

(مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۱۵۲۔ الکفایہ فی علم الروایہ صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ۔ طبقات ابن سعد جلد ۷ صفحہ ۲۷۲ مطبوعہ بیروت، تدریب الراوی صفحہ ۷۳ مطبوعہ مکتبہ علمیہ مفہوما و اختصاراً)

اس طرح کے بے شمار واقعات ہمیں تاریخ میں ملتے ہیں جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عہد نبوی اور عہد صحابہ ہی میں احادیث کریمہ کی جمع و تدوین کا کام شروع ہو چکا تھا۔ ان احادیث کریمہ کی جمع و تدوین کی صورت اگرچہ اس طرح نہیں تھی جیسی ہمارے زمانے میں پائی جاتی ہے۔ ان احادیث کریمہ کی مخصوص موضوع کے اعتبار سے ترتیب نہیں تھی۔ نہ ہی اس وقت سند کے ساتھ نقل و روایت کا چلن تھا۔ نہ ہی اس کی اس وقت ضرورت تھی۔ بلکہ بغیر کسی ترتیب کے صحابہ کرام اور تابعین عظام نے اپنی اپنی مرویات کو اپنے سینوں اور صحیفوں میں محفوظ کر رکھا تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا بے مثال کارنامہ

عہد تنج تابعین میں باقاعدہ تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس سلسلہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احادیث کریمہ کی جمع و تدوین کے میدان میں نہایت ہی تاریخ ساز کارنامہ انجام دیا۔ انہوں نے اپنے عہد خلافت میں اس بے مثال کام کے لئے معتمد اور مستند علما کا ایک بورڈ تشکیل دیا جن میں حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم، قاسم بن محمد بن ابی بکر اور ابوبکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب زہری کے نام قابل ذکر ہیں۔ آپ نے سارے اسلامی خطوں میں فرمان جاری کئے۔ اس کام کے لئے ذمہ دار لوگوں کو ہر علاقہ اور ہر خطہ میں بھیجا گیا۔ ہر علاقے کے گورنروں اور امراء و

حکام کو احکام جاری کئے گئے کہ جہاں جہاں احادیث کریمہ کے مجموعے تحریری شکل میں ہوں تو انہیں ارسال کیا جائے اور اگر لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہوں تو ان سے نقل کیا جائے۔

اس طرح احادیث کریمہ کا ایک عظیم ذخیرہ جمع ہو گیا۔ پھر ابن شہاب زہری نے ان احادیث کریمہ کو مرتب، منظم، منضبط اور مدون کرنے کا کام شروع کیا۔ اس کے ساتھ ہی ابن شہاب زہری ہی نے ان تمام احادیث کریمہ کو پہلی بار ان کی اسناد کے ساتھ مدون کرنے کا التزام کیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن شہاب زہری ہی کو ”علم اسناد“ کا ”واضح“ اور بانی قرار دیا گیا۔

احادیث کریمہ کے مجموعوں کی تدوین

حضرت ابن شہاب زہری کے بعد ان کے قابل افتخار شاگردوں نے اس کام میں مزید نئے نئے آفاق تلاش کئے۔ اس میں بے مثال اضافے کئے۔ یہاں تک کہ دوسری صدی کے اخیر میں ان کے شاگرد رشید حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احادیث کریمہ کو ابواب کی ترتیب کے ساتھ جمع کر کے اس حسین گلدستہ کا نام ”موطا“ رکھا جسے ہم موطا امام مالک کے نام سے جانتے ہیں۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ”کتاب الآثار“ بھی اسی دور کی عظیم یادگار ہے۔ ابوالولید (م ۱۵۱ھ) کی سنن۔ امام سفیان ثوری (م ۱۶۱ھ) کی جامع، ابو سلمہ (م ۱۶۷ھ) کی مصنف، ابوسفیان (م ۱۹۷ھ) کی جامع، عبداللہ ابن مبارک (م ۱۸۱ھ) کی اربعین جیسے احادیث کریمہ کے ”رنگارنگ گلدستے“ اسی دوسری صدی ہجری کی عظیم یادگاریں ہیں۔

تیسری صدی ہجری میں احادیث کریمہ کی جمع و تدوین کے میدان میں بے مثال وسعت اور تنوع پیدا ہو گیا۔ ”گلستان حدیث“ میں متعدد قسم کے ”خوشنما پھول“ کھلنے لگے۔ متعدد اقسام اور مختلف رنگ و بو کے بیل بوٹوں سے یہ گلستان سرسبز و شاداب ہو گیا۔ چنانچہ حضرت امام شافعی (م ۲۰۴ھ) کی کتاب الام، احمد بن حنبل

(م ۲۳۱ھ) کی مسند، امام بخاری (م ۲۵۶ھ) کی جامع صحیح، امام مسلم (م ۲۶۱ھ) کی جامع صحیح۔ ابو داؤد (م ۲۷۵ھ) کی سنن، ترمذی (م ۲۸۹ھ) کی جامع، ابن ماجہ (م ۲۷۳ھ) کی سنن جیسے احادیث کریمہ کے یہ خوشنما، معطر اور خوش رنگ گلدستے اسی تیسری صدی ہجری کی ایسی یادگاریں ہیں کہ جن سے امت مسلمہ آج بھی اپنے ایمانی و عرفانی گلشن کو تروتازگی اور جلا بخش رہی ہے۔

احادیث کریمہ کی جمع و تدوین کی اس تاریخ میں احادیث کریمہ کے جو حسین و دلربا گلدستے وجود میں آئے انہیں مندرجہ ذیل ناموں سے ”تاریخ علم حدیث“ نے اپنے اوراق میں محفوظ کر رکھا ہے۔

(۱) جامع (۲) سنن (۳) مسند (۴) معجم (۵) جز (۶) مفرد (۷) غریبہ (۸) مستدرک (۹) مستخرج (۱۰) رسالہ (۱۱) اربعین (۱۲) امالی (۱۳) اطراف

احادیث کریمہ کے معروف مجموعوں کا تعارف

جامع: جامع وہ کتاب ہے جس میں مندرجہ ذیل یہ آٹھ مضامین ہوں۔

(۱) عقائد (۲) احکام (۳) تفسیر (۴) سیر و مغازی (۵) آداب (۶) مناقب (۷) فتن (۸) اشراط علامات قیامت۔ جیسے بخاری، مسلم، ترمذی۔

سنن: سنن اس کتاب کو کہتے ہیں کہ جس میں ابواب فقہ کی ترتیب پر احکام سے متعلق احادیث ہوں۔ جیسے سنن ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ۔

مسند: مسند احادیث کریمہ کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں کہ جس کی ترتیب صحابہ کرام کے مراتب کے اعتبار سے ہو۔ جیسے مسند امام احمد بن حنبل۔

معجم: معجم احادیث کریمہ کے اس گلدستہ کو کہتے ہیں کہ جس کی ترتیب میں اساتذہ کے مراتب کا لحاظ ہو۔ جیسے معجم صغیر۔

جز: جزء احادیث کریمہ کا وہ یک رنگی گلدستہ ہے کہ جس میں کسی ایک مسئلہ سے متعلق احادیث کریمہ مذکور ہوں۔ جیسے ”جزء قراءت“

مفرد: مفرد احادیث کریمہ کے اس حسین گلدستے کو ہیں کہ جس میں صرف ایک شیخ کی روایات جمع ہوں۔ مفرد ابوراعب۔

غریب: غریب احادیث کریمہ کا وہ مجموعہ ہوتا ہے جس میں صرف ایک تلمیذ کے مفردات مذکور ہوں۔

مستدرک: مستدرک حدیثوں کے اس مجموعہ کا نام ہے کہ جس میں ان احادیث کو درج کیا جائے جو کسی مصنف سے رہ گئی ہوں۔ جیسے حاکم کی مستدرک علی الشیخین۔

مستخرج: مستخرج حدیث پاک کے اس صحیفہ کو کہتے ہیں کہ جس میں کسی اور کتاب کی احادیث کے ثبوت کے لئے اس کتاب کے مصنف کے شیخ یا شیخ الشیخ کی دوسری سندوں کو ذکر کیا جائے۔ جیسے مستخرج لابی نعیم علی البخاری۔

رسالہ: رسالہ حدیث کی وہ کتاب ہے کہ جس میں جامع کے آٹھوں عنوانوں میں سے مخصوص عنوانوں سے متعلق احادیث مذکور ہوں جیسے امام احمد کی کتاب الزہد والادب۔

اربعین: اربعین احادیث کریمہ کا وہ خوشنما گلدستہ ہے کہ جس میں چالیس احادیث ہوں۔ جیسے اربعین نووی۔

امالی: امالی حدیث کے اس ذخیرہ کو کہتے ہیں کہ جس میں کسی شیخ کی لکھائی ہوئی احادیث یا فوائد حدیث ہوں۔ جیسے امالی امام محمد۔

اطراف: اطراف حدیث کی وہ کتاب ہے کہ جس میں حدیث کا کوئی ایسا جزء ذکر کیا جائے جو بقیہ حدیث پر دلالت کرتا ہو۔ پھر اس حدیث کی تمام سندوں کو ذکر کر دیا جائے یا اس میں کچھ مخصوص کتابوں کی سندیں ذکر کی جائیں جیسے اطراف الکتب

الخمسة لابی العباس اور اطراف المزی۔

احادیث کریمہ کی جمع و تدوین میں غیر معمولی دلچسپی کے اسباب

ہر دور میں احادیث کریمہ کی نشر و اشاعت، جمع و تدوین اور زمانہ کی خرد برد سے ان کو محفوظ و مامون رکھنے کے لئے اس دور کے علما، صلحا، ائمہ، اہل نظر و فکر اور اہل فکر و دانش

نے بے مثال خدمات بھی انجام دی ہیں اور ناقابل فراموش اہتمام، انتظام، شوق، جذبہ اور لگن کا ثبوت بھی پیش فرمایا ہے جس کے نتیجے میں اس میدان کے اندر مختلف طریقوں کی جدت طرازی بھی پیدا ہوئی۔ علم حدیث سے متعلق بہت سے علوم و فنون نے بھی جنم لیا۔ موضوع و عناوین کا انتخاب ہوا۔ التزامی صورتیں بھی اختیار کی گئیں۔ مختلف خوشنما رنگوں سے اس کے خاکہ میں رنگ بھی بھرے گئے جس کی وجہ سے آج ہمارے پاس احادیث کریمہ کا یہ عظیم ذخیرہ اتنے خوشنما انداز میں موجود ہے۔ احادیث کریمہ کی اس خدمت اور اس لگن کا ایک بنیادی سبب تو وہی ہے جس کا ذکر ماقبل میں تفصیل کے ساتھ ہوا کہ یہ احادیث کریمہ دین کی اساس، مذہب کا سرچشمہ اور شریعت اسلامیہ کا مصدر و منبع ہیں جن کے بغیر دین و مذہب اور شریعت اسلامیہ کی تکمیل ناممکن ہے۔ احادیث کریمہ کی اسی واقعی حیثیت کے مد نظر ہر دور میں ان کو محفوظ رکھنے اور ان کی ترویج و اشاعت کرنے کا بے مثال جذبہ اپنی عملی شکل میں پایا جاتا رہا۔ اس کے ساتھ ہی ان احادیث کریمہ کی تبلیغ و ترسیل کے اس عظیم جذبہ کے پیدا ہونے کے پیچھے آقا کریم ﷺ کے ان ”مبشرات“ اور ”نوید جانفزاں“ کا بھی بنیادی اور اہم کردار ہے کہ جو احادیث کریمہ کے ذخیرہ میں ہمیں مختلف انداز میں ملتے ہیں۔ چنانچہ احادیث کریمہ کو دوسروں تک پہنچانے کے سلسلہ میں اللہ کے رسول ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی ہمارے سامنے ہے جس میں آقا کریم ﷺ نے اپنی حدیثوں کو سننے، یاد رکھنے اور انہیں دوسروں تک پہنچانے کی یوں تلقین فرمائی۔

(۱) ”اللهم ارحم خلفائی! قلنا: یا رسول الله! من خلفائك؟ قال الذين ياتوا من بعدی یرون احادیثی و یعلمونها الناس۔ نضر الله امرأ سمع منا حدیثا فحفظه حتی یبلغه غیره۔“

(ابو داؤد کتاب العلم جلد ۲ صفحہ ۱۲۶۔ ترمذی کتاب العلم جلد ۲

صفحہ ۹۰)

ترجمہ:- اے اللہ! میرے خلفاء پر رحمت نازل فرما۔ ہم نے پوچھا: یا رسول اللہ!

آپ کے خلفاء کون لوگ ہیں؟ فرمایا: وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے، میری حدیثوں کو روایت کریں گے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیں گے۔ اس شخص کو اللہ رب العزت تروتازہ اور سرسبز و شاداب رکھے کہ جس نے میری حدیث سنی پھر اسے یاد کیا تاکہ دوسرے تک اسے پہنچائے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

(۲) بلغوا عنی ولو آية و من کذب علی متعمدا فلیتبعوا مقعده من النار۔ (بخاری صفحہ ۹۱ / جلد ۱)

ترجمہ:- میری ہر حدیث دوسروں تک پہنچاؤ اگرچہ وہ چھوٹی سی ہی کیوں نہ ہو اور جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے گا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے گا۔

(۳) حدثوا عنی بما تسمعون و لا تقولوا للاحقا و من کذب علی بنی له بیتا فی جہنم یوقع فیہ۔ (طبرانی)

ترجمہ:- مجھ سے جو کچھ بھی سنو اسے روایت کرو مگر ہمیشہ سچ کہنا جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا اس کے لئے جہنم میں گھر بنایا جائے گا جس دن وہ جائے گا۔

(۴) ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتما بهما: کتب الله و سنتی۔ فمن حفظ شیئا فلیحدث۔ (مسند رک)

ترجمہ:- میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں: (۱) کتاب اللہ (۲) اپنی حدیث۔ جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ جو میری حدیثوں کو یاد کرے تو انہیں دوسروں سے روایت بھی کرے۔

آقا کریم ﷺ کے انہیں ارشادات کا یہ کمال تھا کہ صحابہ کرام اور بعد کے علماء و ائمہ میں حدیثیں سننے، جمع کرنے اور علم حدیث کے دبستان میں نئے نئے خوش رنگ و دکش پودے لگانے کا ایسا والہانہ جذبہ پیدا ہو گیا کہ وہ جی جان سے احادیث سننے، انہیں یاد رکھنے اور ان کی اشاعت میں لگے رہتے۔

اربعین نویسی

علم حدیث کی خدمت کرنے پر براہِ نیختہ کرنے، اس جانب شوق دلانے، اس کی ترغیب دینے، اس سلسلہ میں بے مثال جذبہ پیدا کرنے اور اس عظیم کام کو سر انجام دینے پر ابھارنے والی احادیث کریمہ میں ایک حدیث پاک وہ بھی ہے جس میں آقا کریم ﷺ نے ”چالیس حدیثوں“ کو امت تک پہنچانے پر عظیم بشارتیں سنائی ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت ابودرداء کی حدیث مندرجہ ذیل ہے:

”عن ابی الدرداء قال: سئل رسول اللہ ﷺ ما حد العلم الذی اذا بلغه الرجل کان فقیہا؟ فقال رسول اللہ ﷺ: من حفظ علی امتی اربعین حدیثا فی امر دینہا بعثہ اللہ فقیہا وکنت له یوم القیامة شافعاً و شہیداً۔“

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا کریم ﷺ سے معلوم کیا گیا کہ اس علم کی حد کیا ہے کہ جس تک پہنچ کر آدمی فقیہ بن جاتا ہے؟ آقا نے جواباً ارشاد فرمایا: جس نے میری امت پر شفقت کرتے ہوئے امر دینی سے متعلق ۴۰ حدیثیں یاد کیں تو اللہ تعالیٰ اسے فقیہ بنا کر اٹھائے گا۔ میں قیامت کے روز اس کی شفاعت کروں گا اور اس کی گواہی دوں گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم صفحہ ۳۶ شعب الایمان للبیہقی جلد دوم صفحہ ۲۷۰ حدیث نمبر ۱۷۲۶)

چالیس حدیثوں کے حفظ کا وسیع مفہوم

اس حدیث پاک میں ”حفظ“ جو فرمایا گیا ہے اس کا مفہوم کیا ہے؟ اور یہ اپنے اندر کتنی وسعت رکھتا ہے؟ اس کی تفصیل کو بیان کرتے ہوئے حضرت سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ”اشعۃ اللمعات“ میں فرماتے ہیں کہ:

”علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے اس ارشاد مبارک سے مراد و مقصود لوگوں تک ۴۰ حدیثوں کا پہنچانا ہے۔ خواہ یہ حدیثیں اسے یاد نہ ہو اور ان کا معنی بھی اسے معلوم نہ ہو۔“

(اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۱۸۶ کتاب العلم تحت حدیث۔ من حفظ علی امتی) حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ شریف کی اردو شرح ”مرآۃ المناجیح“ میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ:

”اس حدیث کے بہت پہلو ہیں، چالیس حدیث یاد کر کے مسلمانوں کو سنانا، چھاپ کر ان میں تقسیم کرنا، ترجمہ یا شرح کر کے لوگوں کو سمجھانا، راویوں سے سن کر کتابی شکل میں جمع کرنا سبھی اس میں داخل ہیں۔ یعنی جو کسی طرح دینی مسائل کی چالیس حدیثیں میری امت تک پہنچا دے تو قیامت میں اس کا حشر علمائے دین کے زمرے میں ہوگا اور میں اس کی خصوصی شفاعت اور اس کے ایمان اور تقویٰ کی خصوصی گواہی دوں گا۔ ورنہ عمومی شفاعت اور گواہی تو ہر مسلمان کو نصیب ہوگی۔ اسی حدیث کی بنا پر قریباً تمام محدثین نے جہاں حدیثوں کے دفتر لکھے وہاں علیحدہ ”چہل حدیث“ جسے ”اربعینیہ“ کہتے ہیں جمع کیں۔“

(مرآۃ المناجیح جلد ۱ کتاب العلم صفحہ ۲۲۱)

چالیس حدیثوں کی فضیلت کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”حدیث میں ”چہل حدیث“ کی بہت فضیلت آئی ہے۔ ائمہ و علمائے رنگ رنگ کی چہل حدیث لکھیں ہیں۔“

(الزبدۃ الذکیۃ لتحریم سجود التحیۃ صفحہ ۳۸۵ مشمولہ رسائل رضویہ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

نبیرہ اعلیٰ حضرت، شہزادہ حجتہ الاسلام، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے وسیع مفہوم کو یوں بیان فرماتے ہیں:

”جو، ان (۴۰) احادیث کو یاد کرے اور دوسروں کو سنائے یا لکھ کر دے یا کتاب دوسروں کو پہنچائے تو بے شک اس نے دین کی خدمت کی اور علم کو پھیلایا اور روز قیامت یہ شخص زمرہ علما میں محشور ہوگا اور ثواب عظیم حاصل کرے گا اور اموات کو ایصال ثواب کے لئے ایسی کتابوں کا جیسی یہ (مفسر اعظم کی چہل حدیث) ہے، طبع کرانا، تقسیم کرانا، کارِ عظیم ہے۔“

(چہل حدیث: از مفسر اعظم)

اربعین کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

ما قبل میں احادیث کریمہ کے جن معروف ۱۳ مجموعوں کی تفصیل بیان کی گئی ان میں ایک مجموعہ ”اربعین“ کے نام سے بھی ہے۔ محدثین کرام نے جہاں جامع، مسند، سنن وغیرہ کے نام سے بے شمار احادیث کریمہ کے بے شمار رنگا رنگ گلدستے امت کے سامنے پیش فرمائے اسی طرح اربعین کے نام سے بھی سینکڑوں گلدستے ہمیں احادیث کریمہ کے ذخیروں میں ملتے ہیں۔ دوسری صدی ہجری ہی سے سینکڑوں ائمہ نے آقا کریم ﷺ کے گلشن حدیث کی سیر کر کے متعدد اقسام کے ۴۰ خوشنما پھولوں کو چن کر ”اربعین“ نامی یہ گلدستے تیار کئے اور انہیں امت تک پہنچا کر گلشن احادیث کی معطر و مفرح خوشبو سے امت مسلمہ کے مشام ایمان و عمل کو معطر و خوشنما بنا دیا۔ اب ہم ذیل میں ”اربعین“، کا لغوی و اصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہیں:

اربعین: یہ دراصل ”اربعون حدیثا“ کی تخفیف شدہ صورت ہے۔ یہ دراصل

مخفف ہو کر ”اربعون“ ہوا۔ ”کتاب“ اس کا مضاف تھا جس کی وجہ سے اس نے ”کتاب الاربعین“ کی شکل اختیار کی پھر اس مضاف کو بھی حذف کر دیا گیا۔ اس طرح یہ اب ہمیں اپنی موجودہ شکل ”اربعین“ کی صورت میں دستیاب ہوا۔ اس کا لغوی معنی ہوتا ہے کہ ۴۰ حدیثوں پر مشتمل کتاب اور اصطلاح محدثین میں اربعین ۴۰ احادیث کریمہ کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں کہ جس میں کسی محدث نے آقا کریم ﷺ کے ۴۰ اقوال جمع کئے ہوں۔ خواہ یہ ۴۰ حدیثیں ایک ہی موضوع پر مشتمل ہوں یا چند موضوعات سے متعلق ہوں۔ ایک ہی مسئلہ کی ہوں یا چند مسائل کی۔ ایک ہی راوی کی ہوں یا چند راویوں کی۔ ایک کتاب کی ہوں یا چند کتابوں کی۔ بہر حال ان ۴۰ حدیثوں کی جمع و تدوین میں بہت وسعت ہے۔

اربعینہ اور اربعینیۃ

جن کتابوں میں یہ ۴۰ حدیثیں جمع کی جاتی ہیں تو اربعین کی طرف منسوب کرتے ہوئے ان کتابوں کو ”اربعینیۃ“ اور ”اربعینیۃ“ کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے جن کی جمع اربعینات اور اربعینیات آتی ہے۔

اربعینات کی مستدل حدیث

دوسری صدی ہجری ہی سے ”اربعینات“ کے نام سے ”گلدستہ“ احادیث تیار کرنے کا سلسلہ تسلسل کے ساتھ چلا آ رہا ہے۔ متقدمین و متاخرین ائمہ حدیث نے بے شمار اربعینات امت مسلمہ کے حوالے کیں۔ ان اربعینات اور ان ۴۰ حدیثوں کی جمع و تدوین کی مستدل حدیث پاک معنی کی یکسانیت کے ساتھ متعدد الفاظ میں مندرجہ ذیل ۱۳ اصحابہ کرام سے مروی ہے۔

- (۱) حضرت علی (۲) حضرت عبداللہ بن مسعود (۳) حضرت معاذ بن جبل (۴)
- حضرت ابو درداء (۵) حضرت ابو سعید خدری (۶) حضرت ابو ہریرہ (۷)

حضرت ابوامامہ (۸) حضرت عبداللہ بن عمر (۹) حضرت عبداللہ بن عمرو (۱۰) حضرت جابر بن سمرہ (۱۱) حضرت انس بن مالک (۱۲) حضرت عبداللہ بن عباس (۱۳) حضرت نویریہ۔

حدیث اربعین کی تخریج اور اس کی فنی حیثیت

جیسا کہ ماقبل میں مذکور ہوا کہ یہ حدیث پاک ۱۳ صحابہ کرام سے مروی ہے جن میں ہر حدیث کی کئی کئی سندیں ہیں۔ اب ہم ذیل میں ان تمام صحابہ کرام سے مروی اس حدیث پاک کی تخریج کرتے ہوئے ان کی سندوں اور راویوں پر ہونے والے کلام کو ”علامہ ابن جوزی کی ”العلل المتناہیہ“ اور ”علامہ ابن عبدالبر کی ”جامع بیان العلم وفضله“ کے حوالے سے ذکر کر کے اس حدیث پاک کی فنی حیثیت کو بیان کرتے ہیں:

(۱) حضرت علی کی حدیث

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اس حدیث پاک کو ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن عامر بن طائی نے یوں روایت کیا کہ:

قال: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُوسَى الرِّضَا، قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْبَاقِرُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا يَنْتَفِعُونَ بِهَا، بَعَثَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقِيهًا عَالِمًا“.

ابن جوزی نے اس حدیث پر کلام و طعن نقل کرتے ہوئے آگے تحریر کیا کہ:

قَالَ الْحُفَافُ: هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ يَرَوِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَهْلِ الْبَيْتِ نُسْخَةً بِاطِّلَةٍ، وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عِبَادُ بْنُ صُهَيْبٍ.
 یعنی حفاظ کا قول ہے کہ یہ عبداللہ بن احمد اپنے والد کے حوالے سے اہل بیت سے نسخہ باطلہ روایت کرتا ہے حالانکہ یہ حدیث عباد بن صہیب سے مروی ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ ابن مسعود کی حدیث

حضرت عبداللہ ابن مسعود کی روایت کردہ حدیث مندرجہ ذیل سند سے منقول ہے:

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْبَاقِي بْنِ أَحْمَدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمْدُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّاقِلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَفْصٍ الْكَرْخِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا دُحَيْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّيْدَاوِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زُرٍّ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا يَنْفَعُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا، قِيلَ لَهُ: ادْخُلْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتَ“.

(۳) حضرت معاذ بن جبل کی حدیث

حضرت معاذ بن جبل کی روایت کردہ حدیث پاک مندرجہ ذیل سند سے ان الفاظ کے ساتھ منقول ہوئی:

أَخْبَرَنَا ابْنُ نَاصِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَالِبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْبَرْقَانِيُّ،

قال: حَدَّثَنَا الدَّارِقُطْنِيُّ، قَالَ: رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الشَّامِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهَا، بَعَثَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقِيهَاً عَالِمًا“.

علامہ ابن جوزی نے اس حدیث کے راویوں پر یوں کلام نقل فرمایا:

وَرَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلْوَانَ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ مُعَاذٍ، وَالْحُسَيْنِ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ.

یعنی اس حدیث کو حسین بن علوان نے عن ابن جریج، عن عطاء عن معاذ روایت کیا ہے حالانکہ حسین ”مترک الحدیث“ ہیں۔

یحییٰ ابن معین نے کہا کہ: الْحُسَيْنُ كَذَابٌ.

ابن عدی نے کہا کہ: يَضَعُ الْحَدِيثَ، وَقَدْ رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُعَاذٍ وَهُوَ مَقْطُوعٌ.

یعنی حسین حدیث گڑھتا ہے اور اس حدیث کو اسماعیل بن ابی زیاد نے حضرت معاذ سے روایت کیا ہے حالانکہ وہ مقطوع (یعنی اس نے کسی تابعی کے بغیر اسے روایت کیا ہے۔)

(۴) حضرت ابودرداء کی حدیث

حضرت ابودرداء کی روایت کردہ حدیث تین طرق سے مروی ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)۔۔۔ پہلا طریق روایت:

أَخْبَرَنَا هَبَةُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْحُصَيْنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو طَالِبٍ بْنُ غِيلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الشَّافِعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي الدُّنْيَا، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ غَانِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ هَارُونَ بْنِ عَنَتَرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهَا، بَعَثَهُ اللَّهُ فَقِيهَاً، وَكَنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيدًا“.

(۲)۔۔۔ دوسرا طریق روایت:

أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ: أَنْبَأَنَا الْجَوْهَرِيُّ، عَنْ الدَّارِقُطْنِيِّ، عَنْ أَبِي حَاتِمِ بْنِ حَبَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي أُمِيَّةٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْوَلِيدِ الْهَرَوِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ هَارُونَ بْنِ عَنَتَرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهَا، بَعَثَهُ اللَّهُ فَقِيهَاً، وَكَنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيدًا“.

(۳)۔۔۔ تیسرا طریق روایت:

أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ خَيْرُونَ، قَالَ: أَنْبَأَنَا الْجَوْهَرِيُّ، عَنْ الدَّارِقُطْنِيِّ، عَنْ أَبِي حَاتِمِ بْنِ حَبَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي أُمِيَّةٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْوَلِيدِ الْهَرَوِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ هَارُونَ بْنِ عَنَتَرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ:

”سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا حَدُّ الْعِلْمِ الَّذِي إِذَا بَلَغَهُ الرَّجُلُ كَانَ فَقِيهَا؟ فَقَالَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهَا، بَعَثَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقِيهَا، وَكُنْتُ لَهُ شَافِعًا وَشَهِيدًا“.

(۵) حضرت ابوسعید خدری کی روایت کردہ حدیث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پاک مندرجہ ذیل ایسی سند سے مروی ہے کہ جسے ”اسناد مظلم“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ سِنَانِ الرَّهَائِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عَطِيَّةٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”كُلُّ مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِمَّا يَنْفَعُهُمُ اللَّهُ بِهِ فِي أَمْرِ دِينِهِمْ، بَعَثَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقِيهَا عَالِمًا، وَكُنْتُ لَهُ شَافِعًا وَشَهِيدًا“

حضرت ابوسعید خدری کی یہ حدیث پاک مندرجہ ذیل ایک دوسری سند سے دوسرے الفاظ میں بھی مروی ہے۔

وَرَوَى مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ الْحَارِثِ مَوْلَى ابْنِ سِبَاعٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ سُنَّتِي أَدْخَلْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي شَفَاعَتِي“.

(۶) حضرت ابوہریرہ کی روایت کردہ حدیث:

حضرت ابوہریرہ کی یہ حدیث پاک مندرجہ ذیل دو سندوں سے مروی ہے:

(۱)۔۔۔ پہلا طریق روایت:

أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخُطَبِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ عُمَرَ بْنِ شَمَّةٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمُقَرَّءُ، وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ مَسْعَدَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَزَةُ بْنُ يَوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو يَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حُصَيْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلَاتَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَصِيفٌ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِمَّا يَنْفَعُهُمْ مِنْ دِينِهِمْ، بُعِثَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْعُلَمَاءِ، وَفَضِلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ سَبْعِينَ دَرَجَةً، اللَّهُ أَعْلَمُ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ“.

نوٹ:۔۔ اس سند میں جو ابو علاشہ ہیں ان کا نام محمد بن عبد اللہ بن علاشہ ہے۔

(۲)۔۔۔ دوسرا طریق روایت:

أَخْبَرَنَا ابْنُ السَّمَرَقَنْدِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعَدَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَزَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

شُعَيْبٌ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مُبِينٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سَعْدَانُ بْنُ نَصْرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **”مَنْ تَعَلَّمَ عَلَى أَرْبَعِينَ حَدِيثًا يَنْفَعُهُ اللَّهُ بِهَا فِي دِينِهَا كَانَ فَقِيهَا عَالِمًا“**.

نوٹ:۔ اس حدیث پاک کو ابوالبختری وہب بن وہب نے ابن جریج کے حوالے سے جو نقل کیا ہے اس کے الفاظ یوں ہیں۔

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِمَّا يَنْفَعُهَا اللَّهُ بِهِ يَبْعَثُهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقِيهَا عَالِمًا“.
نیز اسحاق بن شیخ نے عطا کے حوالے سے یہی حدیث مندرجہ ذیل الفاظ میں روایت کی ہے۔

”مَنْ رَوَى عَنِّي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا جَاءَ فِي زُمْرَةِ الْعُلَمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“.

(۷) حضرت ابوامامہ کی روایت کردہ حدیث:

حضرت ابوامامہ والی حدیث مندرجہ ذیل سند سے مروی ہے۔

أَنْبَأَنَا أَبُو الْفَتْحِ الْكَرُوخِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ الْحَافِظُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْخَلِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَاعِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْبَاقِي الْأَمْوِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ

أَبِي غَالِبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا فِيمَا يُنُوبُهُمْ وَيَنْفَعُهُمْ فِي أَمْرِ دِينِهِمْ حَشَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقِيهَا“.

(۸) حضرت عبداللہ ابن عباس کی روایت کردہ حدیث:

حضرت عبداللہ ابن عباس والی حدیث مندرجہ ذیل چار طرق سے مروی ہے۔

(۱)۔۔۔ پہلا طریق روایت:

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَاصِرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَابِعَةُ بِنْتُ مَحْمُودِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْأَصْبَهَانِيَّةِ، قَالَتْ: أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَكْرِيَا الْجَوْرَقِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ الْمَكِّيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَقِيلٍ بْنِ خُوَيْلِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قُتَيْبَةَ الْخُزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْخَالِقِ بْنُ الْمُنْذِرِ، عَنْ ابْنِ نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا، بَعَثَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقِيهَا عَالِمًا“.

(۲)۔۔۔ دوسرا طریق روایت:

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّلَالِ، قَالَ: حَدَّثَنَا

إبراهيم بن مُحَمَّد بن عَبْدَك، وأخبرنا إِسْمَاعِيلُ بن أَحْمَد، قال: أخبرنا ابن مَسْعَدَةَ، قال: أخبرنا حَمْرَةَ، قال: أخبرنا أَبُو أَحْمَد ابن عَدِي، قال: أخبرنا الْحَسَن بن سُفْيَان، قال: حَدَّثَنَا عَلِي بن حُجْر، قال: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بن نَجِيح، عَنْ ابنِ جُرَيْج، عَنْ عَطَاءِ بنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ ابنِ عَبَّاسٍ، قال: قال رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنَ السُّنَّةِ، كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ“.

(۳)۔۔۔ تیسرا طریق روایت:

أَنْبَاءُ إِسْمَاعِيلُ بن أَحْمَد، قال: أخبرنا ابن مَسْعَدَةَ، قال: حَدَّثَنَا حَمْرَةَ، قال: حَدَّثَنَا ابن عَدِي، قال: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بن مُحَمَّد بن مِنْهَالٍ، قال: أخبرنا أَحْمَد بن بَكْرِ الْبَالِسِيِّ، قال: حَدَّثَنَا خَالِدُ بن يَزِيدَ، قال: حَدَّثَنَا ابن جُرَيْج، عَنْ عَطَاءِ، عَنْ ابنِ عَبَّاسٍ، قال: قال رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنَ السُّنَّةِ، كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ“.

(۴)۔۔۔ چوتھا طریق روایت:

أَنْبَاءُ ابن خَيْرُون، عَنْ الْجَوْهَرِيِّ، عَنْ الدَّارَقُطْنِيِّ، عَنْ أَبِي حَاتِم ابنِ حَبَانَ، قال: حَدَّثَنَا الْحَسَن بن سُفْيَان، قال: حَدَّثَنَا عَلِي بن حُجْر، قال: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بن نَجِيح الْمَلَطِيِّ، قال: حَدَّثَنَا ابن

جُرَيْج، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابنِ عَبَّاسٍ، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهَا، بَعَثَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقِيهَا عَالِمًا“.

(۹) حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت کردہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی حدیث دوسندوں سے، مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہوئی اور ان دونوں سندوں کو ”اسناد مظلم“ سے تعبیر کیا گیا۔ یہ دونوں سندیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) عَنْ جَمَاعَةِ مَجَاهِيلَ بَلْفِظَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنَ السُّنَّةِ حَتَّى يُوَدِّيَهَا إِلَيْهِمْ، كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا وَشَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ“.

(۲) وَفِي لَفْظٍ:

”مَنْ نَقَلَ عَنِّي إِلَى مَنْ لَمْ يَلْحَقْنِي مِنْ أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا، كَتَبَ فِي رُمَّةِ الْعُلَمَاءِ، وَحُشِرَ مِنْ جُمْلَةِ الشُّهَدَاءِ“.

(۱۰) حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت کردہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث مندرجہ ذیل سند سے مروی ہے۔

فَقَدْ رَفَعَهُ مُحَمَّد بن مُضَرٍّ، عَنْ بُورِي بنِ الْفَضْلِ، وَلَا يَعْرِفَانِ عَنْ ابنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ إِسْمَاعِيلِ بنِ رَافِعٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلِ بنِ عُبَيْدِ اللَّهِ،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ كَتَبَ أَرْبَعِينَ حَدِيثًا رَجَاءً أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُ غَفَرَ لَهُ وَأَعْطَاهُ ثَوَابَ الشُّهَدَاءِ الَّذِينَ قُتِلُوا بِعِبَادَانٍ وَعَسَقَلَانٍ“.

(۱۱) حضرت جابر بن سمرہ کی روایت کردہ حدیث:

حضرت جابر بن سمرہ والی حدیث درج ذیل سند سے مروی ہے۔

فَقَدْ رَفَعَهُ مَجْهُولٌ، عَنْ مَجْهُولٍ إِلَى أَنْ أَلَصَّقَهُ بِشَيْبَانَ بْنِ فَرُوحٍ، عَنْ مُبَارَكٍ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ تَرَكَ أَرْبَعِينَ حَدِيثًا بَعْدَ مَوْتِهِ فَهُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ“.

(۱۲) حضرت انس بن مالک کی روایت کردہ حدیث:

حضرت انس بن مالک کی حدیث مندرجہ ذیل چار سندوں سے مروی ہے۔

(۱)۔۔۔ پہلا طریق روایت:

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّلَالُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ سَيَاوُوشَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ ابْنُ أَبِي طَاهِرٍ الْإِسْفَرَائِينِي، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِكَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ رَنْجَوِيهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ

نُصَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ جُمَيْعٍ، عَنْ أَبَانَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِمَّا يَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ كَتَبَهُ اللَّهُ فُقِيهَا عَالِمًا“.

(۲)۔۔۔ دوسرا طریق روایت:

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعَدَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمْرَةَ بْنُ يَوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَدِي، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ اللَّيْثِ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ شَاكِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:

”مَنْ حَمَلَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا بَعَثَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُقِيهَا عَالِمًا“.

(۳)۔۔۔ تیسرا طریق روایت:

رَوَى بِإِسْنَادٍ مُظْلِمٍ عَنْ أَبِي دَاوُدَ الْأَعْمَى، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهِمْ، بَعَثَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُقِيهَا“.

(۴)۔۔۔ چوتھا طریق روایت:

رَوَى بِإِسْنَادٍ مُّظْلِمٍ عَنِ الْمُعَلَّى، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنِ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَمَلَ مِنْ أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَفَقِيَهَا عَالِمًا“.

(۱۳) حضرت نویرہ سے مروی حدیث:

حضرت نویرہ سے مروی یہ حدیث پاک مندرجہ ذیل سند سے مروی ہے۔

فَرَوَاهُ مَنْ لَا يَعْرِفُ بِالحَدِيثِ وَأَسَنَدَهُ عَنْ عُمَرَ بْنِ هَارُونَ
الْبَلَخِيِّ، عَنْ مُغَلِّسِ بْنِ عَبْدِةٍ، عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانٍ، عَنْ قَتَادَةَ،
عَنْ نُوَيْرَةَ، صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا فِي دِينِهَا، حُشِرَ
مَعَ الْعُلَمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“.

راویوں پر کلام

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود والی حدیث کی سند میں ایک راوی محمد بن عثمان بن ابو شیبہ ہیں جن کی حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل وغیرہ نے تکذیب کی ہے۔

(۲) حضرت معاذ والی حدیث کے راوی محمد بن ابراہیم شامی کے سلسلہ میں ابن حبان نے کہا کہ ”يُضَعُ الْحَدِيثُ لَا يَحِلُّ رَوَايَةُ عَنْهُ“ یعنی وہ حدیث گڑھتے

ہیں ان سے روایت حلال نہیں۔ اسی طرح اس سند کے ایک دوسرے راوی حسین بن علوان پر ابن حبان اور ابن عدی نے ”يُضَعُ الْحَدِيثُ“ کا اور دارقطنی نے متروک کا حکم لگاتے ہوئے کہا کہ اس کے طرق سے کوئی شئی ثابت نہیں۔ یونہی اس کے ایک راوی اسماعیل بن ابی زیاد کو ابن حبان نے دجال سے تعبیر کیا۔

(۳) حضرت ابودرداء والی حدیث میں عبد الملک بن ہارون نامی راوی کو ابو حاکم رازی نے متروک، سعدی نے دجال، کذاب، ابن حبان نے ”يُضَعُ الْحَدِيثُ“ قرار دیا۔

(۴) حضرت ابوسعید خدری والی حدیث کی سند کو ”اسناد مظلم“ سے تعبیر کیا گیا، نیز اس سند کے ایک راوی محمد بن یزید اور ان کے والد کی دارقطنی نے تضعیف فرمائی، یحییٰ بن معین نے ”لیس بشئ“ کہا اور امام نسائی نے متروک قرار دیا۔ اسی سند کے ایک اور راوی عبدالرحمن بن معاویہ کو یحییٰ بن معین نے ”لا يحتج بحديثه“ یعنی ان کی حدیث کو حجت نہیں بنایا جائے گا، کا حکم لگایا۔

(۵) حضرت ابو ہریرہ والی حدیث کی ایک سند میں ابن علاشہ کے بارے میں ابن حبان نے کہا کہ وہ ثقات سے موضوع حدیثیں روایت کرتا ہے۔ اس سے احتجاج حلال نہیں۔ ایک اور راوی عمرو بن حصین کو ابو حاتم رازی نے ”لیس بشئ“ اور دارقطنی نے متروک قرار دیا۔ حدیث ابو ہریرہ کی دوسری سند میں خالد بن اسماعیل پر ابن عدی نے ”يُضَعُ الْحَدِيثُ عَلَى ثِقَاتِ الْمُسْلِمِينَ“ یعنی وہ مسلمانوں کے ثقات کے خلاف حدیث گڑھتا ہے، کا حکم لگایا۔ ابو بختری کو ابن عدی نے ”اکذب الناس“ قرار دیا۔ اسحاق بن کحج کو یحییٰ بن معین نے ”معرف بالکذب و وضع الحديث“ یعنی کذب اور وضع حدیث میں یہ معروف ہے، قرار دیا۔

(۶) حضرت ابوامامہ والی حدیث کی سند میں ابو غالب حزنور نامی راوی پر نسائی نے

ضعیف، ابن حبان نے ”لایحتج الا فیما وافق الثقات“ یعنی اس کی جو روایتیں ثقات کے موافق ہوں ان سے صرف حجت پکڑی جائے، کا حکم لگایا۔

(۷) حضرت عبداللہ بن عباس والی حدیث کی چاروں سندوں میں سے پہلی سند کے راوی حسن بن قتیہ اور دوسری سند کے راوی اسحاق بن کحج کو دارقطنی نے متروک الحدیث قرار دیا۔ تیسری سند کے راوی احمد بن بکر کے بارے میں فرمایا: ثقات سے اس کی کچھ منکر حدیثیں ہیں۔

(۸) حضرت عبداللہ بن عمرو والی حدیث کی سند کے بارے میں علمائے جرح و تعدیل نے ”فقیہ جماعة مجاہیل“ یعنی اس حدیث کی سند میں مجہول راویوں کی ایک جماعت ہے، کا حکم لگایا۔

(۹) اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو والی حدیث کی سند پر مجہول راویوں پر مشتمل روایت ہونے کا حکم لگایا۔

(۱۰) حضرت انس بن مالک والی حدیث کی چار سندوں میں سے پہلی سند کے ایک راوی حفص بن جمیع پر ابن حبان نے ”کان یخطأ“، کہ وہ خطا کرتے تھے، کا حکم لگایا۔ اور ایک دوسرے راوی ابان کو انہوں نے متروک قرار دیا۔ دوسری سند کے راوی سلیم بن سلامہ کے بارے میں فرمایا کہ ”وقد کذبوه“ یعنی ائمہ نے ان کی تکذیب کی ہے، کا حکم لگایا۔ تیسری سند کے راوی ابو داؤد اعمیٰ کے بارے میں کہا ”لا اعرفه“ یعنی میں انہیں نہیں پہچانتا اور ان کا نام نقیض بن حارث ہے جن کی قتادہ نے تکذیب کی ہے اور تحیحی نے ”لیس بشئ“ کہا اور دارقطنی نے متروک کہا۔ چوتھی سند میں ”سدی“ نامی راوی ہیں جن کی ایک جماعت نے تضعیف کی ہے۔

(۱۱) حضرت نویریہ والی حدیث کے بارے میں کہا گیا کہ اس میں ”مجاہیل“ راویوں کی کثرت ہے۔ نیز کہا گیا کہ نویریہ نامی صحابی کی معرفت حاصل نہیں (یعنی صحابہ کے

حالات میں ان کا ذکر نہیں ملتا) عمر بن ہارون کو تحیحی بن معین نے کذاب اور ابن حبان نے کہا کہ وہ ثقات سے معضلات روایت کرتا ہے۔

علامہ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب ”جامع بیان العلم وفضلہ“ کے باب ”باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من حفظ علی امتی أربعین“ میں حضرت انس بن مالک کی حدیث کو مندرجہ ذیل سند سے نقل کر کے اس کی اسنادی حیثیت پر گفتگو فرمائی ہے۔

أخبرنا خلف بن قاسم نا علی بن أحمد بن سعید بن بکیر نا علی بن یعقوب بن سوید نا ابراهیم بن عثمان بن سعید بن منصور ومحمد بن عوف بن سفیان الطائئی ویحیی بن عثمان بن کثیر بن دینار وبقیة عن المعلى عن السدی عن أنس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ من حمل من أمتی أربعین حدیثا لقی الله یوم القیامة فقیها عالما۔

اس سند کے راوی علی بن یعقوب بن سوید پر طعن کو ”جامع بیان العلم“ میں یوں نقل فرمایا گیا:

”قال أبو عمر علی بن یعقوب بن سوید ینسبونه إلی الکذب ووضع الحدیث واسناد هذا الحدیث کله ضعیف“

یعنی ابو عمر نے کہا کہ علی بن یعقوب بن سوید کو ائمہ فن نے کذب اور وضع حدیث سے منسوب کیا ہے نیز اس حدیث (ابن مالک والی) کی اسناد میں ضعف ہے۔

علامہ ابن عبدالبر نے حضرت عبداللہ بن عمرو والی روایت کو یوں نقل فرمایا ہے:

”وأخبرنا أحمد بن عبد الله ومسلمة ابن القاسم حدثنا یعقوب بن اسحق بن ابراهیم بن یزید بن حجر العسقلانی

بعسقلان قال حدثنا أبو أحمد حميد بن مخلد بن زنجويه ويحيى بن عبدالله بن بكير قال حدثنا مالك ابن أنس عن نافع مولى ابن عمر عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ من حفظ على أمتي أربعين حديثا من السنة حتى يؤديها اليهم كنت له شفيعا أو شهيدا يوم القيامة۔

اس سند کی تحسین و تعریف کو جامع بیان العلم میں یوں نقل فرمایا گیا:

”قال أبو عمر: هذا أحسن اسناد جاء به هذا الحديث ولكنه غير محفوظ ولا معروف من حديث مالك ومن رواه عن مالك فقد أخطأ عليه واطاف ما ليس من روايته عليه۔“

یعنی ابو عمر نے کہا کہ یہ اس کی سب سے بہتر اور عمدہ سند ہے لیکن غیر محفوظ اور مالک کی حدیث سے غیر معروف ہے اور جنہوں نے مالک سے اسے روایت کیا تو اس نے خطا کی اور اور ان کی جانب ایسی روایت کو منسوب کیا کہ جو ان کی روایت کردہ نہیں ہے۔ علامہ ابن عبد البر نے حضرت ابو ہریرہ والی روایت کی یوں نقل کیا کہ:

”وحدثني خلف بن القاسم نا أبو طالب محمد بن زكريا المقدسي ببیت المقدس نا أحمد بن جمهور نا عمرو بن الحصين وابو غلاثة نا حصيف عن مجاهد عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال صلى الله عليه وآله وسلم من حفظ على أمتي أربعين حديثا فيما ينفعهم في أمر دينهم بعثه الله يوم القيامة يعني فقيها عالما۔“

یونہی حضرت انس بن مالک کی حدیث کو ابان کے حوالے سے مندرجہ ذیل اسناد کے ساتھ نقل کیا:

”وأخبرنا أحمد نا مسلمة نا يعقوب بن اسحق المعروف بابن حجر ومحمد بن أحمد ابن عمر قال حدثنا أحمد بن صالح وعلى بن عيسى عن عمرو بن الأزهر عن أبان عن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مامن مسلم يحفظ على أمتي أربعين حديثا يعلمهم بها أمر دينهم إلا جاء به يوم القيامة فقيل له أشفع لمن شئت“

نیز علامہ ابن عبد البر نے حضرت عبد اللہ بن عباس والی روایت کو ابو رباح کے حوالے سے یوں نقل کیا:

”وحدثنا أحمد قال حدثنا مسلمة نا أبو الحسن يعقوب بن اسحق العسقلاني نا محمد ابن أحمد بن عمير أبو عبد الله الطوسي نا على بن حجر نا اسحق بن نجيح عن ابن أبي جريج عن عطاء بن أبي رباح عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من حفظ على أمتي أربعين حديثا من السنة كنت له شفيعا يوم القيامة“

یونہی حضرت معاذ بن جبل والی حدیث کو عطا کے حوالے سے مندرجہ ذیل سند کے ساتھ نقل کیا:

”ورواه ابن أبي وراد عن أبيه عن عطاء عن ابن عباس عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من تعلم أربعين حديثا من أمر دينه بعثه الله في زمرة الفقهاء والعلماء“

نیز حضرت ابو ہریرہ والی حدیث کو عطا کے حوالے سے ایک اور سند سے اس طرح نقل فرمایا:

”وحدثني خلف بن القاسم نا أبو علي سعيد بن عثمان بن السكن قال حدثنا يحيى بن محمد بن صاعد وسعد بن نصر نا خالد بن اسماعيل المدني عن ابن جريج عن عطاء عن أبي هريرة رفعه قال من تعلم من أمتي أربعين حديثا يفقه بها في دينه كان فقيها عالما“

جامع بیان العلم میں ابوعلی بن سکین نے خالد بن اسماعیل کو منکر الحدیث قرار دیا۔

”امام ابن ملقن“ نے ”من حفظ علی امتی اربعین حدیثا کتب فقیها“ والی روایت کے سلسلہ میں فرمایا کہ یہ حدیث تقریباً ۲۰ طرق سے مروی ہے اور سب ضعیف ہیں، دارقطنی نے کہا کہ اس کے تمام طرق ضعیف ہیں ان میں سے کوئی بھی ثابت نہیں۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ مذکورہ حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔

(خلاصۃ البدرا المنیر جلد ۲ صفحہ ۱۲۵)

ساتھ ہی امام بیہقی نے یہ بھی فرمایا کہ ”هذا متن مشهور فيما بين الناس وليس له اسناد صحيح“ یعنی یہ متن حدیث لوگوں کے درمیان مشہور ہے اگرچہ اس کی اسناد درجہ صحت کو نہیں پہنچتی۔ امام بیہقی کا یہ ریمارک یہ بتا رہا ہے کہ اس حدیث کو ”تلقى بالقبول“ کا منصب جلیل حاصل ہے۔

(شعب الایمان جلد ۲ صفحہ ۲۷۰)

امام نووی نے فرمایا کہ ”واتفق الحفاظ علی انه حدیث ضعیف و ان کثرت طرقه“

(مقدمہ الاربعین النوویہ)

علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن عباس کے

حوالے سے حسن بن سفیان نے اپن مسند اور اپنی اربعین میں نقل فرمایا نیز یہ حدیث ۱۳ اصحابہ سے مروی ہے۔ ان سب کی تخریج ابن جوزی نے ”العلل المتناہیہ“ میں کر کے سب کے ضعف کو واضح کیا ہے۔

(التلخیص الحجیر جلد ۳ صفحہ ۹۳-۹۴)

اس حدیث کو علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے ابن نجار عن ابن سعد والی سند کے ساتھ روایت کر کے اس پر صحت کا نشان لگایا ہے۔ جسے بعض حضرات نے طباعتی غلطی قرار دیا ہے۔

(فیض القدر جلد ۶ صفحہ ۱۱۹)

حدیث اربعین کی حیثیت واقعہ

مذکورہ والا گفتگو سے یہ بات تو ظاہر ہے کہ اکثر ائمہ جرح و تعدیل نے اس حدیث اربعین کی سندوں پر کلام کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ائمہ نے اس حدیث اربعین کو ضعیف قرار دیا۔ مگر اس کی اسنادی حیثیت کے ضعف سے یہ لازم نہیں آتا کہ حقیقت میں بھی اس کے اندر ضعف ہے یا یہ موضوع ہے یا یہ غیر معمول بہ ہے۔ بلکہ یہ حدیث پاک حقیقی طور پر کم سے کم درجہ حسن پر فائز ہے۔ جس کی مندرجہ ذیل یہ چند وجوہات ہیں۔

☆ ایک تو یہ حدیث کثرت طرق سے مروی ہے۔

☆ اس کا مفہوم چوں کہ احادیث کریمہ کی تبلیغ و ترسیل اور نشر و اشاعت پر مبنی ہے اور یہ مفہوم کئی صحیح حدیثوں کے عین موافق ہے۔ لہذا اس حدیث کو ان صحیح حدیثوں کی موافقت و متابعت اور تائید و توثیق حاصل ہے۔

☆ یہ حدیث فضائل اعمال سے متعلق ہے۔

☆ یہ حدیث کسی اصول شرعی سے متصادم نہیں بلکہ عمل خیر کی دعوت دے رہی ہے۔

☆ اسباب تقویت کی بنیاد پر اس کا اسنادی ضعف اس حدیث پر عمل پیرا ہونے سے مانع نہ ہوگا۔

☆ ائمہ کرام نے اس حدیث سے استناد بھی کیا ہے اور استشہاد بھی۔

☆ مجتہدین کرام نے اس پر عمل کرتے ہوئے اربعینات تحریر فرمائی ہیں۔

☆ اس حدیث پاک کو خیر القرون سے لے کر اب تک کے علماء، فقہاء، ائمہ، محدثین، مفسرین غرض کہ امت کا شرف قبول اور ”تلقى بالقبول“ حاصل ہے۔

”تلقى بالقبول“ کے اس عظیم منصب پر فائز ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ احادیث کریمہ کے عظیم ذخیرہ میں متقدمین و متاخرین کے ہر چھوٹے بڑے امام علم و فن اور علمائے شریعت اسلامیہ کی سینکڑوں اربعینات ہمیں ملتی ہیں۔

ظاہری بات ہے کہ یہ تمام باتیں ضعیف حدیث کو تقویت پہنچانے والے مندرجہ ذیل اسباب سے ہی متعلق ہیں۔

(۱) تلقی بالقبول:

وہ حدیث ضعیف جسے امت کے متقدمین و متاخرین علماء و ائمہ نے قبول کر لیا ہو تو ایسی حدیث ”تلقى بالقبول“ کہلاتی ہے۔ جس کے بعد وہ قابل عمل ہو جاتی ہے۔

علامہ سخاوی ”شرح الفیہ“ میں فرماتے ہیں کہ:

”اذا تلقت الامة الضعیف بالقبول یعمل به الصحیح حتی انه ینزل منزلة المتواتر فی انه ینسخ المقطوع به ولهذا قال الشافعی رحمة الله تعالیٰ فی حدیث ”لا وصیة لوارث“ انه لا یثبت اهل العلم بالحدیث ولكن العامة تلقتہ بالقبول و عملوا به حتی جعلوه ناسخا لایة الوصیة لوارث۔

ترجمہ: یعنی علامہ سخاوی نے شرح الفیہ میں فرمایا کہ جب حدیث ضعیف کو امت قبول کر

لے تو صحیح یہی ہے کہ اس پر عمل کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ یقینی اور قطعی حدیث کو منسوخ کرنے میں متواتر حدیث کے رتبہ میں سمجھی جائے گی اور اسی وجہ سے امام شافعی نے حدیث ”لا وصیة لوارث“ کے بارے میں یہ فرمایا کہ اس حدیث کو محدثین ثابت نہیں کہتے لیکن ائمہ و علماء نے اس کو قبول کر لیا اور اس پر عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ حدیث وارث کے حق میں وصیت کا حکم دینے والی آیت۔ ”کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرن الوصیة للوالدین۔ الآیة“

(مفہوم آیت:۔ تم پر فرض کیا گیا کہ جب تم میں سے کسی کا موت کا وقت قریب آئے اور اگر اس نے کچھ مال چھوڑا ہو تو وہ والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لیے وصیت کرے)۔ کی نسخ بن گئی۔

(فتح المغیث جلد اول صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ دارالایمان و شرح اربعین النوویہ لابن مرعی المالکی) (۲) تعامل:

حدیث کی صحت کے قوی ہونے کا مدار صرف سند ہی پر نہیں ہے بلکہ اہل علم کے قول و عمل اور مجتہدین کے تمسکات سے بھی قوی ہو جاتی ہے۔ اگرچہ کسی حدیث پر عمل اس کی صحت سند پر متفرع ہوتا ہے مگر بعض اوقات صحت سند عمل پر متفرع ہو جاتی ہے جیسا کہ اس تصریح بہت سے ائمہ فن محققین نے کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی حدیث سند کے اعتبار سے کتنی بھی مضبوط و قوی کیوں نہ ہو اگر امت کا عمل اُس پر نہیں ہے تو اس کی حجیت قطعی نہیں رہتی نسخ کے احتمال کی وجہ سے۔ اسی وجہ سے محدثین کرام حدیث کی حجیت پر اس کے معمول بہ ہونے کا بھی اعتبار کرتے ہیں چنانچہ کعب نے اسمعیل بن ابراہیم مہاجر سے نقل کیا کہ:

”کان یستعان علی حفظ الحدیث بالعمل به“

یعنی حفظ حدیث میں اس کے عمل سے بھی مدد لی جاتی تھی۔

(تاریخ ابی زرعہ الدمشقی جلد اول صفحہ ۳۱۱)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ ”التعقبات علی الموضوعات“ میں

فرماتے ہیں:

”اہل علم کے قول اور تعامل کے ساتھ حدیث ضعیف ضعف سے نکل کر صحیح اور قابل عمل ہو جاتی ہے۔ اگرچہ اس کی سند لائق اعتماد نہ ہو۔ بہت سے اہل علم کا یہ قول ہے۔“

(تنزیہ الشریعہ للکنانی جلد دوم صفحہ ۱۲۰)

حافظ ابن صلاح ”مقدمہ ابن صلاح“ میں لکھتے ہیں کہ:

”یہی وجہ ہے کہ اہل علم کا تعامل اس کی فنی کمزوریوں کو ڈھانپ لیتا ہے۔“

(بحوالہ شرح الفیہ جلد اول صفحہ ۱۵)

(۳) تعدد اسناد:

ضعیف حدیث متعدد سندوں سے مروی ہو تو وہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہے۔

(۴) مجتہد کا استدلال:

علامہ شامی فرماتے ہیں کہ مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کر لے تو اس کا استدلال بھی حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ جیسا کہ ”تحریر“ میں امام ابن ہمام نے تحقیق فرمائی ہے۔

(رد المحتار جلد ۴ صفحہ ۴ مطبوعہ استانبول)

(۵) اہل علم کا عمل:

علماء و صلحا کے عمل سے بھی حدیث کی صحت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ امام حاکم نیشاپوری صلوٰۃ اللہ علیہ کی صحت پر استدلال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ جس چیز سے اس حدیث کی صحت پر استدلال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اتباع تابعین سے لے کر ہمارے اس دور تک تمام ائمہ اس پر ہمیشگی کے ساتھ عمل کرتے رہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم بھی دیتے رہے۔ جن میں عبد اللہ ابن مبارک بھی ہیں۔

(۶) کشف:

اہل کشف کا کشف بھی ضعیف حدیث کو صحت کے درجے میں پہنچا دیتا ہے۔ جیسا کہ شیخ ابن عربی کا یہ واقعہ کہ انہیں یہ روایت پہنچی کہ جو ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ لے تو اس کی اور جس کو ان کا ثواب بخشا گیا اس کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ آپ اس حدیث کو ضعیف سمجھتے تھے۔ آپ کے پاس اتنے کلمے پڑھے ہوئے تھے۔ ایک دعوت میں پہنچے، ایک نوجوان اچانک رونے لگا۔ معلوم کرنے پر بتایا کہ میری والدہ قبر کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ شیخ ابن عربی نے دل ہی دل میں ستر ہزار کلمہ طیبہ کا ثواب اُس کی ماں کو بخش دیا تو وہ نوجوان ہنسنے لگا اور کہا کہ میری والدہ اب اچھی حالت میں ہیں۔ شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کی صحت کو اس جوان کے کشف سے اور اس جوان کے کشف کی صحت کو اس حدیث کی صحت سے جان لیا۔

(مرقاۃ جلد دوم صفحہ ۹۸ / مکتبہ امدادیہ ملتان و مقدمہ نزہۃ القاری از مفتی شریف الحق امجدی مفہوما و اختصاراً)

(۷) اہل علم کا اتفاق:

جس حدیث کے مفہوم و مدلول پر علماء کا اتفاق ہو جائے تو وہ بھی حدیث مقبول ہو جاتی ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ”جس حدیث کے مدلول پر علماء متفق ہوں وہ حدیث مقبول ہوتی ہے اور اس کے تقاضہ پر عمل کرنا واجب ہے۔ ائمہ اصول نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔“

(الکت علی کتاب ابن الصلاح جلد ۴ صفحہ ۴۹۴، مطبوعہ احیاء التراث)

(۸) صرف حدیث ضعیف میسر ہو:

علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ ”جب کسی باب میں حدیث ضعیف کے علاوہ کوئی اور حدیث نہ ہو تو امام اسحاق علیہ الرحمہ نے حدیث ضعیف سے استدلال کیا ہے۔ امام ابوداؤد

نے اس کی اتباع کی ہے۔ امام ابوحنیفہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔‘

(فتح المغیث، جلد ۳ صفحہ ۲۳۳، مطبوعہ دارالامام)

یہ اور ان کے علاوہ کچھ اور بھی اسباب ہیں جن کی وجہ سے حدیث ضعیف ضعف سے نکل کر حسن بلکہ صحیح تک ترقی کر جاتی ہے۔ لہذا کسی حدیث کی سند کے سلسلہ میں ائمہ جرح و تعدیل کلام، طعن اور جرح کر کے اس کے ضعف کو سند اثبات بھی کر دیں تو اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث قابل عمل نہ رہی یا یہ کہ وہ موضوع ہو گئی۔ اس لئے کہ حدیث صحیح اور موضوع کے درمیان بہت سے درجے ہوتے ہیں۔

یہ حدیث پاک اگر قابل عمل نہ ہوتی تو ائمہ کرام اس پر عمل کرتے ہوئے اتنی کثیر تعداد میں اربعینات تحریر نہ فرماتے۔ پھر ایک چیز اور بھی قابل غور ہے کہ جن راویوں کی وجہ سے اس حدیث کی مختلف سندوں میں ضعف آیا ہے یہ وہ تمام راوی ہیں کہ جن کا تعلق اس حدیث پر عمل کرنے کے زمانہ کے بعد سے ہے۔ کیونکہ اس حدیث پر تو خیر القرون ہی سے عمل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ حالانکہ اس حدیث کے اکثر ضعیف راویوں کا تعلق اس زمانہ کے بعد سے ہے۔

وہابیہ کی خباثت:

وہابیہ نے اس حدیث پاک کے اسنادی ضعف کو دیکھ کر اپنی عادت کے مطابق بجائے اس کے کہ اس کو اسی درجہ ضعف میں رکھتے، تشدد کا مظاہرہ کرتے ہوئے فضائل کی دیگر حدیثوں کی طرح اسے بھی موضوع قرار دیدیا۔ چنانچہ البانی نے اس حدیث کی سندوں پر علمائے جرح و تعدیل کے طعن و کلام کو نقل کرنے کے بعد اخیر میں فیصلہ کن لہجے میں کہا کہ ”هذا الحديث عندی موضوع“ (مفہوما)

اس حدیث کے تعلق سے اس کی یہ گفتگو انٹرنیٹ پر موجود ہے۔ تقلید شخصی کو ناجائز و

حرام کہنے والے وہابیہ نے البانی کے اس قول کو دیکھا تو تقلید جامد کرتے ہوئے اپنی کتابوں، بیانون، مضمونوں اور مقالوں میں شد و مد کے ساتھ اسے موضوع قرار دینے لگے۔ یہ بھی دیکھنے کی زحمت گوارہ نہ کہ ایسے جلیل القدر ائمہ علم و فن نے اسی حدیث کو مستدل بناتے ہوئے سینکڑوں اربعینات تحریر فرما کر ذخیرہ احادیث میں قابل قدر اضافہ فرمایا ہے۔

اربعین نویسی کے موجد:

باقاعدہ اور باضابطہ انداز میں اس حدیث اربعین پر عمل کرتے ہوئے سب سے پہلے جنہوں نے چالیس حدیثوں کا مجموعہ امت مسلمہ کے سامنے پیش فرمایا اس عظیم شخصیت کا نام ”ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مبارک مروزی“ ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن مبارک کے بعد یہ سلسلہ دراز سے دراز تک ہوتا چلا گیا۔ چنانچہ ان کے بعد ابو عبد اللہ محمد اسلم بن طوسی، احمد بن حرب الزائد، ابو محمد حسن بن سفیان نسبی، ابو بکر محمد ابی علی، محمد بن عبد اللہ الزوجی، حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری، محمد بن حسین سلمی، ابو معین احمد بن عبد اللہ اصفہانی، اسماعیل بن عبد اللہ صابونی، ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد انصاری، ابو قاسم قشیری، جیسے بے شمار ائمہ نے اربعینات کے مجموعے تیار فرمائے۔ امام نووی فرماتے ہیں:

”سب سے پہلے اس سلسلہ میں عبد اللہ ابن مبارک نے تصنیف کی، پھر محمد بن اسلم طوسی، پھر حسن بن سفیان نسائی، پھر امام ابو بکر آجوری، پھر دارقطنی، حاکم ابو معین، اور ابو عبد الرحمن بن سلمی وغیرہم متقدمین و متاخرین کی بڑی تعداد نے تصنیف کی ہیں۔ نیز ہر ایک کے اغراض و مقاصد مختلف اور طرز انتخاب بھی جدا گانہ ہے۔۔۔۔۔ غرض کہ جس نے بھی امت کی نفع رسانی کے لئے چالیس احادیث ان تک پہنچائیں اور خود بھی دین پر قائم اور عمل پیرا ہوا وہ ان شاء اللہ اس فضیلت کا مستحق ہوگا۔“

(فیض القدر جلد ۶، مقدمہ اربعین نووی۔)

صاحب کشف الظنون متوفی ۱۰۶۷ھ نے حضرت عبداللہ ابن مبارک سے لے کر اپنے زمانہ تک کے مشہور و معروف علماء میں سے تقریباً ۵۷ علماء کی ۹۰۷ سے زائد اربعینات کا ذکر کیا ہے۔ اب ذیل میں ہم چند مشہور اربعینات کا اجمالی تعارف پیش کرتے ہیں۔

چند مشہور اربعینات:

(۱) ابن مبارک کی اربعین۔ علامہ ابن مبارک کی وفات ۸۱ھ میں ہوئی۔ آپ دوسری صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ آپ ہی کو اربعین نویسی کا واضع اور موجود قرار دیا گیا ہے چنانچہ آپ کے بارے میں امام نووی فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق یہ پہلی اربعین ہے جو تصنیف کی گئی۔ (مقدمہ اربعین نووی)

(۲) امام بیہقی کی اربعین۔ حضرت امام ابو بکر شمس الدین احمد بن حسین شافعی کی وفات ۴۵۸ھ میں ہوئی۔ آپ نے اپنی اربعین اخلاق کے موضوع پر ابواب کے ساتھ تصنیف فرمائی۔

(۳) محمد بن علی طائی ہمدانی کی اربعین۔ ابو الفتوح محمد بن محمد بن علی طائی ہمدانی کی وفات ۵۵۵ھ میں ہوئی۔ آپ چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ آپ نے اپنی مسموعات میں سے اپنے چالیس شیوخ کی چالیس حدیثیں املا کرائیں۔ نیز ہر حدیث ایک الگ صحابی کی ہے۔ اس مجموعہ کے نام ”اربعین طائیہ“ ہے۔

(۴) ابن عساکر کی اربعینات۔ ابو القاسم علی ابن حسن دمشقی شافعی بھی چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ ۱۷۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کی کئی اربعینات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اربعین طوال (۲) اربعین فی الابدال العوال (۳) اربعین فی الاجتہاد فی اقامۃ الحدود (۴) اربعین بلدانیہ۔

اربعین طوال میں چالیس ایسی طویل حدیثیں جمع کیں ہیں جو نبی ﷺ کی نبوت پر بھی دلالت کرتی ہیں اور صحابہ کرام کے فضائل پر بھی۔

(۵) اربعین بلدانیہ۔ یہ اربعین ابو طاہر احمد بن محمد سلفی اصہبانی کی ہے۔ آپ بھی چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ آپ کی وفات ۵۷۶ھ کو ہوئی۔ آپ نے ایک نئی طرز پر یہ مجموعہ تیار کیا اس طور پر کہ چالیس حدیثیں، چالیس صحابہ، چالیس باب، اور مزے کی بات یہ کہ چالیس مختلف شہروں میں انہیں جمع کیا جس کی وجہ سے اس کا نام ”اربعین بلدانیہ“ رکھا۔

(۶) اربعین فی اصول الدین۔ امام فخر الدین محمد بن عمر رازی نے اپنے فرزند محمد کے لئے اس اربعین کو تصنیف فرمایا۔ آپ ساتویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ آپ کی وفات ۶۰۶ھ میں ہوئی۔ آپ کی یہ اربعین علم کلام کے چالیس مسائل پر مشتمل ہے۔

(۷) اربعین فی اصول الدین۔ یہ اربعین ابو حامد محمد بن محمد امام غزالی کی ہے۔ آپ نے تصوف کے مسائل پر اس کو مرتب فرمایا۔

(۸) الاربعین۔ موفق الدین عبداللطیف بن یوسف الحکیم فیلسوف بغدادی کی ہے۔ آپ ساتویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ آپ نے طب نبوی پر اپنی اربعین کو ترتیب دیا۔ آپ کی وفات ۶۲۹ھ میں ہوئی۔

(۹) الاربعین۔ یہ اربعین محمد بن احمد یمنی بطل کی ہے۔ آپ نے صبح و شام کے اذکار پر مشتمل حدیثوں کا یہ مجموعہ تیار کیا۔ آپ بھی ساتویں صدی ہجری کے بزرگ

تھے۔ آپ کی وفات ۶۳۰ھ میں ہوئی۔

(۱۰) **الاربعین المختارة فی فضل الحج والزیارة**۔ یہ اربعین حافظ جمال الدین اندلسی نے تحریر فرمائی۔ آپ نے ۶۶۳ھ میں وفات پائی۔ ساتویں صدی ہجری کے عالم ہیں۔ اس اربعین میں آپ نے حج و زیارت کی فضیلتوں پر مشتمل احادیث کریمہ کو جمع کیا ہے۔

(۱۱) **الاربعین النوویۃ**۔ حضرت امام ابو ذکریا محی الدین یحییٰ بن شرف نووی شافعی کی یہ اربعین نہایت مشہور و معروف ہے۔ آپ شارح مسلم کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ آپ نے اپنی اس اربعین میں ایسی حدیثوں کو جمع فرمایا ہے جو دین و مذہب اور شریعت کے اصول کی بنیاد ہیں۔ اخلاق و اعمال کی اساس اور تقویٰ و پرہیزگاری کے سرچشمہ ہیں۔ اس میں آپ نے صحیح حدیثوں کا التزام فرمایا ہے۔ چالیس حدیثوں کے ساتھ انہوں نے دو اور حدیثوں کا اضافہ بھی کیا ہے۔ اس طرح آپ کی اس اربعین میں کل بیالیس حدیثیں ہیں۔ یہ نہایت ہی اہم مجموعہ حدیث ہے جس کی وجہ سے بعد کے علماء نے اس اربعین کی متعدد شرحیں تحریر فرمائیں۔ صاحب کشف الظنون نے تقریباً ۲۰ شارحین کا ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی ان احادیث کریمہ کی تخریج کی ہے۔ ابن دقیق نے بھی اس کی شرح کی ہے۔ امام نووی کی وفات ۶۷۶ھ کو ہوئی۔

(۱۲) **اربعین ابن جزری**۔ شمس الدین محمد بن محمد جزری شافعی نے اس میں جوامع الکلم کا درجہ رکھنے والی اصح، فصیح اور او جز چالیس حدیثوں کو جمع کیا ہے۔ آپ نویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ آپ کی وفات ۸۳۸ھ کو ہوئی۔

(۱۳) **اربعینات سیوطی**۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے کئی اربعین

تصنیف فرمائی ہیں۔ جن میں ایک فضائل جہاد پر، ایک دعاء رفع یدین پر، ایک امام مالک کی روایات پر مشتمل اور ایک روایات متباہنہ پر مشتمل ہے۔ آپ کی وفات ۹۱۱ھ کو ہوئی۔ آپ دسویں صدی ہجری کے امام علم و فن ہیں۔

(۱۴) **اربعین عدلیہ**۔ امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی نے اپنی اس اربعین میں اپنی سند سے چالیس ایسی حدیثیں جمع کی ہیں جو عدل اور عادل کی فضیلت پر مشتمل ہے۔ آپ کی وفات ۹۷۳ھ کو ہوئی۔

(۱۵) **اربعین عشاریات**۔ قاضی جمال الدین ابراہیم بن علی شافعی نے اس اربعین میں ایسی چالیس روایات املا کرائی ہیں جو سند کے اعتبار سے عالی ہیں اگرچہ وہ درجہ حسن کو نہیں پہنچتیں۔ آپ کی وفات ۹۶۰ھ کو ہوئی۔

(۱۶) **اربعین ابن عربی**۔ علامہ محی الدین محمد بن علی ابن عربی نے اپنی اس اربعین کو مکملہ المکرمہ کی سرزمین پر جمع فرمایا۔ اس میں انہوں نے صرف احادیث قدسیہ ہی کو جمع فرمایا ہے۔ آپ کی وفات ۶۳۸ھ میں ہوئی۔

(۱۷) **اربعین طاش کبریٰ زادہ**۔ علامہ احمد بن مصطفیٰ رومی نے اس اربعین میں آقا کریم ﷺ کی ایسی حدیثیں جمع فرمائی ہیں جو آپ سے بطور مزاح صادر ہوئیں۔ آپ کی وفات ۹۶۸ھ میں ہوئی۔

(۱۸) **اربعین یمانیہ**۔ علامہ محمد بن عبد الحمید قرشی کی یہ اربعین ایسی حدیثوں پر مشتمل ہے جن میں یمن کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

(۱۹) **اربعین قدسیہ**۔ علامہ حسین بن احمد بن محمد تبریزی نے اپنی اس اربعین میں ایسی حدیثوں کو جمع کیا ہے کہ جن کا تعلق اسرار عرفانی اور علم لدنی سے ہے۔

(۲۰) الاربعین فی فضائل عثمان - علامہ ابو الخیر رضی الدین قزوینی نے حضرت عثمان کی فضیلت میں ایک اربعین اور دوسری اربعین حضرت علی کی فضیلت میں وارد حدیثوں پر مشتمل تصنیف کی ہے۔

(۲۱) الاربعین فی فضائل العباس - امام ابو القاسم حمزہ بن یوسف سہمی جرجانی نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت پر مشتمل احادیث کریمہ کا یہ مجموعہ تیار کیا۔ آپ کی وفات ۴۲۸ھ میں ہوئی۔

(۲۲) اربعین عالیہ - علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس اربعین میں ایسی چالیس حدیثوں کا انتخاب کیا ہے جن میں مسلم کی سند بخاری کی سند سے عالی ہے۔ آپ کی وفات ۸۵۲ھ کو ہوئی۔

(۲۳) اربعین شاہ ولی اللہ - مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جوامع الکلم کی حیثیت رکھنے والی چالیس حدیثوں کو جمع فرمایا ہے۔

(۲۴) اربعین ملا علی قاری - حضرت علامہ شیخ علی بن سلطان محمد قاری جو ملا علی قاری کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے احادیث قدسیہ پر مشتمل ایک ایسی اربعین تصنیف فرمائی ہے کہ جس میں آپ نے اللہ رب العزت کی طرف منسوب کلام رسول جسے حدیث قدسی کہا جاتا ہے انہیں جمع کیا ہے۔ اس اربعین کا نام ”کتب الاحادیث القدسیۃ الاربعینیۃ“ ہے۔ آپ گیارہویں صدی ہجری کے معروف بزرگ ہیں۔ آپ کی وفات ۱۰۱۰ھ میں ہوئی۔

اربعینات خانوادہ رضویہ

اربعینات امام احمد رضا: یوں تو اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی تصانیف میں بے شمار احادیث کریمہ ملتی ہیں جنہیں فخر بریلی، ناشر رضویات حضرت علامہ مفتی محمد حنیف خاں صاحب رضوی، بانی و ناظم امام احمد رضا اکیڈمی صالح نگر بریلی شریف نے ”جامع الاحادیث“ کے نام سے جمع فرمایا دیا ہے۔ آپ کے نقل کردہ ذخیرہ احادیث میں دو اربعینات ہمیں ملتی ہیں جن میں ایک نام ”اسماء الاربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین“ دوسری اربعین سجدہ تعظیسی کی حرمت پر ملتی ہے جو سجدہ تعظیسی کی حرمت پر تصنیف کئے گئے آپ کے رسالہ ”الزبدۃ الذکیہ لتحریم سجود التحیۃ“ کے ضمن میں ملتی ہے۔ اس اربعین میں اعلیٰ حضرت نے سجدہ تعظیسی کی حرمت پر چالیس حدیثیں نقل فرمائی ہیں۔

(۲۵) اسماع الاربعین - دراصل یہ اعلیٰ حضرت کی وہ اربعین ہے کہ جسے آپ نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ آپ سے سائل نے یہ معلوم کیا تھا کہ ”نبی اکرم ﷺ کا شفیع ہونا کس حدیث سے ثابت ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے خطبہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ ”سبحان اللہ! ایسے سوال سن کر تعجب آتا ہے کہ مسلمان و مدعیان سنت اور ایسے واضح عقائد میں تشکیک کی آفت!!! یہ بھی قربت قیامت کی ایک علامت ہے۔“ انا للہ و انا الیہ راجعون

(اسماع الاربعین مشمولہ رسائل رضویہ صفحہ ۳۹۹ جلد ۳۰ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

آگے ایک جگہ یوں فرماتے ہیں کہ

”فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے رسالہ ”سمع و طاعة لاحادیث الشفاعة“ میں بہت کثرت سے ان احادیث کی جمع و تلخیص کی (یہاں) بہ نہایت اجمال صرف چالیس حدیثوں کی طرف اشارت“

(ایضاً صفحہ ۴۰۰)

اس رسالہ میں آپ نے آقا کریم ﷺ کے شفیع ہونے اور آپ کو منصب شفاعت عطا کئے جانے پر مشتمل چالیس احادیث کریمہ کو جمع فرمایا ہے۔ یہ اربعین آ پ نے ۱۳۰۵ھ میں تصنیف فرمائی۔

(۲۶) الزبدة الزكية لتحريم سجود التحية - ۹/رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ کو آپ کے پاس بنارس سے مولوی حافظ عبد السمیع صاحب کا ایک سوال نامہ آیا جس میں زید اور عمرو کے مابین مرشد طریقت کو سجدہ تعظیمی کرنے کے جواز اور عدم جواز پر مشتمل ایک مکالمہ نقل فرما کر یہ سوال کیا تھا کہ ”براہ کرم سجدہ تحیت کے جواز و عدم جواز پر اپنی قیمتی رائے سے اس خادم کو مطلع فرمایا جائے“۔

(الزبدة الزكية مشمولہ رسائل رضویہ جلد ۲۵ صفحہ ۳۷۷ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

اس سوال کے جواب میں آپ نے چھ فصلوں پر مشتمل ایک رسالہ بنام ”الزبدة الزكية لتحريم سجود التحية“ ۱۳۳۷ھ میں تحریر فرمایا۔ اس رسالہ کی دوسری فصل میں آپ نے چالیس حدیثوں سے سجدہ تحیت کی تحریم ثابت فرمائی ہے۔ اس اربعین کا تعارف کراتے ہوئے آپ خود ارشاد فرماتے ہیں:

”حدیث میں ”چہل حدیث کی بہت فضیلت آئی ہے۔ ائمہ و علما نے رنگ رنگ کی ”چہل حدیث“ لکھیں ہیں۔ ہم بتوفیقہ تعالیٰ غیر خدا کو سجدہ حرام ہونے کی ”چہل حدیث“ لکھتے ہیں۔“

(ایضاً صفحہ ۳۸۵)

(۲۷) اربعین حجة الاسلام - حضرت حجة الاسلام علیہ الرحمہ نے قادیانیت کی رد میں ”الصارم الربانی علی اسراف القادیانی“ کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا جو فتاویٰ حامدہ میں چھپ چکا ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ ”سرساۃ“ ضلع سہارنپور کے یعقوب کلارک نامی ایک صاحب نے مؤرخہ ۱۵/رمضان المبارک ۱۳۱۵ ہجری کو ایک سوال نامہ بھیجا جس میں قادیانیوں کی کچھ لغویات سے متعلق سوال کیا گیا۔ اسی کے جواب میں آپ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ اس میں آپ نے قیامت کے قریب آسمان سے حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نزول پر مشتمل جو احادیث کریمہ نقل فرمائی ہیں ان کی تعداد ۴۳ ہے۔ جسے ہم امام نووی علیہ الرحمہ کے اصول کے مطابق اربعین کے نام سے موسوم کر کے اربعینات میں شمار کر سکتے ہیں۔ کیونکہ امام نووی کی اربعین میں بھی چالیس نہیں بلکہ ۴۲ حدیثیں ہیں۔

(۲۸) اربعین مفسر اعظم ہند - نبیرہ اعلیٰ حضرت، شہزادہ حجة الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ نے مؤرخہ ۶، ۵، ۶، صفر المظفر ۱۳۷۳ھ میں ”چہل حدیث“ کے نام سے یہ اربعین تصنیف فرمائی۔ اس اربعین میں آپ نے ”مشکوٰۃ المصابیح“ سے چالیس ایسی حدیثوں کا انتخاب کیا ہے کہ جن میں سے اکثر کا تعلق ایمان و عقیدہ سے اور بقیہ کا تعلق ذکر و شکر سے ہے۔

اربعین رضویہ کا مختصر تعارف

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے احادیث قدسیہ یعنی وہ حدیثیں کہ جن کی نسبت اللہ رب العزت کی طرف ہوتی ہے۔ ایسی چالیس حدیثوں کو آپ نے ”کتب الاحادیث القدسیۃ الاربعینیۃ“ کے نام سے جمع کیا ہے۔ آپ نے سبھی صحیح

حدیثوں کا التزام کیا ہے۔ اسی کتاب کا ترجمہ ہمارے نبیرہ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مولانا محمد فیض رضا خاں ازہری۔ زید علمہ و فضلہ نے کر کے اپنے عظیم خانوادہ کی اربعین نویسی کے گلشن میں ایک خوشنما اور معطر گلہ سستہ کا اضافہ کیا ہے۔ آپ نے اردو زبان میں ترجمہ کرنے کے ساتھ نہایت مفصل تخریج بھی اس کتاب کے اخیر میں درج کر دی ہے۔ پہلے ان کا ارادہ یہی تھا کہ اس تخریج کو ہر حدیث کے ذیل میں بطور حاشیہ درج کیا جائے۔ چونکہ یہ اربعین انہوں نے اردو داں طبقے کے لئے تحریر فرمائی اس لئے فقیر نے یہ مشورہ دیا کہ اس تخریج کو کتاب کے آخر میں لگایا جائے۔ کیونکہ اگر حاشیہ میں ہر حدیث کے نیچے یہ تخریج درج کی گئی تو مفصل ہونے کی وجہ سے اردو کے ہمارے قارئین اکتاہٹ بھی محسوس کریں گے اور ساتھ ہی انہیں دل بستگی بھی ختم ہو جائے گی۔ پھر اردو داں طبقے کے عام قاری کو اس تخریج سے کوئی زیادہ سروکار بھی نہیں ہوتا۔ ہر حدیث کی تخریج کی ترتیب وار نمبر شمار کے ساتھ کتاب کے آخری صفحات پر دے دی گئی ہے۔

ترجمہ کی خصوصیات: - فن ترجمہ نگاری میں سب سے عمدہ اور مقبول ترجمہ وہ مانا جاتا ہے کہ جسے پڑھ کر قاری کو یہ گمان نہ ہو کہ یہ محض ترجمہ ہے بلکہ وہ اسے مستقل تحریر و تصنیف سمجھے۔ حضرت مترجم موصوف نے اس کتاب کو اردو کا جو جامہ پہنایا ہے اس کے اندر یہ خوبی بدرجہ اتم موجود ہے۔ زبان سادہ و سلیس ہے۔ ترجمہ با محاورہ ہے۔ روٹھیلکھنڈ خاص کر بریلی شریف کی اردو زبان میں پائی جانے والی شیرینی و حلاوت سے بھرپور ہے۔ اس ترجمہ کو ہم مفہومی اور توضیحی ترجمہ کا نام دے سکتے ہیں۔ اگر کسی کو اصل کتاب کے بارے میں علم نہیں تو وہ اس ترجمہ کو مستقل کتاب ہی سمجھے گا۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ چند روز کی بہت کم مدت میں موصوف نے اس کا ترجمہ مکمل کیا۔ صحیح و نظر ثانی کی ذمہ داری راقم الحروف کو سونپی

گئی۔ یہ ترجمہ اب آپ حضرات کے سامنے ہے۔ احادیث کریمہ کی تلاوت کی برکتیں حاصل کرنے کے ساتھ شہزادہ خانوادہ رضویہ مترجم موصوف حضرت علامہ مولانا محمد فیض رضا خاں مدظلہ کے بھی علمی برکات سے بہرہ مند ہوں اور دعا کریں کہ خاندان اعلیٰ حضرت کے نوعمر شہزادگان کو اللہ رب العزت خانوادہ رضویہ کی علمی شان و شوکت کا محافظ و پاسبان اور خانوادہ رضویہ کے امتیازات و اختصاصات کا مکمل عکس جمیل اور آئینہ دار بنائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

محمد سلیم بریلوی

جامعہ رضویہ منظر اسلام سوداگران بریلی شریف
۸/ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ / ۱۹/ اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز جمعۃ المبارک

امام ملا علی قاری حنفی کے حالات

از:- ابو الفضل محمد فیض رضا خان الازہری

اسم گرامی: آپ کا اسم گرامی محمد علی ہے اور لقب مبارک نور الدین اور ابوالحسن آپ کی کنیت ہے۔ اور آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرمی سلطان ہے۔ مگر دنیاے اسلام میں آپ کی شہرت ملا علی قاری کے نام سے ہے۔ آپ حنفی المذہب تھے اور امام ماتریدی کے طریق پر تھے اور اہل سنت و جماعت کے ایک عظیم رکن رکین تھے۔

پیدائش: امام ملا علی قاری قدس سرہ کی پیدائش ہرات شریف میں ہوئی یہ شہر مقدس وہ ہے جس کی گود سے ناجانے کتنے اولیاء کرام اسلام کی آبیاری کے لئے پیدا ہوئے آپ کی تاریخ ولادت معلوم نہ ہو سکی۔

اسم گرامی: آپ کا اسم گرامی محمد علی ہے اور لقب مبارک نور الدین اور ابوالحسن آپ کی کنیت ہے۔ اور آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرمی سلطان ہے۔ مگر دنیاے اسلام میں آپ کی شہرت ملا علی قاری کے نام سے ہے۔ آپ حنفی المذہب تھے اور امام ماتریدی کے طریق پر تھے اور اہل سنت و جماعت کے ایک عظیم رکن رکین تھے۔

مقام پرورش: آپ ایک گوشہ نشین زاہد اور تقویٰ شعار انسان تھے آپ حکام اور اہل ثروت کی صحبت اور ان کی مجلسوں سے دور رہتے تھے۔ اور اوراد و وظائف کے عامل اور اس پر سختی کے ساتھ عمل پیرا رہتے تھے۔ اور مکہ مکرمہ شریف جہاں آپ کا قیام تھا اور ہرات سے ہجرت کے بعد آپ نے مکہ مکرمہ میں ہی سکونت اختیار کر لی تھی وہاں پر اکثر آپ تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ آپ قدس سرہ نے عربی خوش خط کی

بہترین تعلیم حاصل کری تھی اور آپ کا معمول تھا کہ آپ ہر سال اپنے دست پاک سے خوش خط میں قرآن کریم کو تحریر فرماتے اور اسی سے اپنے رزق کا انتظام فرمایا کرتے تھے۔ اور اپنے ہاتھ سے تحریر کردہ قرآن کریم کو بعض قراءت سے بھی مزین فرمایا کرتے تھے کیوں کہ آپ خود بھی ایک عمدہ قاری تھے ایک قرآن پاک کے ہدیہ سے آپ پورے سال کا خرچ نکالتے اور دوسرے قرآن پاک کا ہدیہ آپ صدقہ فرمادیا کرتے تھے۔ اور ایسا کرنا آپ کو کفایت کرتا تھا کیوں کہ آپ نے بغیر زوجہ و اولاد اور بغیر اہل خانہ کے زندگی گزاری تھی کہ کوئی باندی تک نہیں رکھتے تھے چنانچہ اسی بنا پر امام ملا علی قاری کو اپنی کتابوں کی تجارت سے جو رقم حاصل ہوتی اسی پر قناعت کرتے اور آپ کے حال پر زہد و تقویٰ اور تصوف کا غلبہ رہتا اور آپ لوگوں سے میل جول کم رکھتے اور عبادت اور تقویٰ میں کثرت کرتے اور رب ذوالجلال سے راز و نیاز میں زیادہ وقت گزارا کرتے تھے۔

علمی زندگی: آپ کی علمی زندگی تین مراحل میں تقسیم ہوتی ہے:

پہلا مرحلہ: آپ کے تعلیمی سفر کا پہلا پڑاؤ ہرات ہے کیوں کہ آپ وہیں پیدا ہوئے اور وہیں پر قرآن کریم کی تعلیم حاصل کر کے حفظ فرمایا اور پھر وہیں ابتدائی علوم کو حاصل فرمایا اور شہر ہرات میں علمائے کرام کے حلقہ درس میں شامل ہوئے اور ساتھ ہی ساتھ میں لوگوں کی امامت بھی فرمائی اسی وجہ سے لوگوں نے آپ کو لفظ قاری سے ملقب کر دیا جیسا کہ اس زمانے سے اب تک لوگوں میں یہی عادت رائج ہے۔

دوسرا مرحلہ: آپ کا دوسرا تعلیمی سفر۔ آپ اپنی جوانی میں ہی مکہ مکرمہ منتقل ہو گئے اور یہ سفر آپ نے سلطان اسماعیل صفوی کے فتنہ کی وجہ سے کیا کیوں کہ وہ جس شہر کی طرف رخ کرتا اس کو فتح کر لیتا اور شہر کے تمام لوگوں کو قتل کر دیا کرتا

تھا۔ اور ان کے اموال ضبط کر لیتا تھا۔ تقریباً دس لاکھ لوگوں کو اس نے ظلماً قتل کیا اور بہت سے بڑے بڑے علمائے کرام کو بھی قتل کیا حتیٰ کہ بلاد عجم میں ایک بھی اہل علم باقی نہیں رہا اور رافضی ہونے کی وجہ سے اس نے علمائے اہل سنت کی تمام کتابوں کو آگ لگا دی اور بالکل یہی حال امام ملا علی قاری کے شہر مقدس ہرات کا بھی ہوا لہذا جو علمائے بچے انہوں نے ہرات سے ہجرت کر لی۔ اور ہجرت کرنے والوں میں سے ایک ذات امام ملا علی قاری کی بھی ہے آپ نے بیت اللہ شریف کی طرف ہجرت کی اور مکہ مکرمہ میں ۹۵۲ھ - ۹۷۳ھ کے آس پاس داخل ہوئے۔ اور پھر مکہ مکرمہ میں مشائخ کرام کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔ اور یہاں پر رب تعالیٰ نے آپ پر انشراح صدر فرمادیا۔

آپ کو جب جب کوئی شخص دیکھتا تو آپ کے ہاتھ میں کوئی کتاب ہوتی یا آپ استاذ مکرم کے پاس ہوتے۔ اور آپ کا ۱۰۰۳ھ تک برقرار رہا اسی درمیان آپ نے رسائل و کتب کی تالیف کا کام کیا

تیسرا مرحلہ: آپ نے ۱۰۰۳ھ کے آس پاس تصنیف و تالیف کا کام شروع کر دیا تھا اس درمیان آپ کی کتابیں لوگوں پر ظاہر ہوئیں اور آپ رسائل و کتب کو تحریر فرما کر لوگوں کو پیش کرنے لگے آپ نے ۱۰۰۳ھ سے ۱۰۱۴ھ تک اس قلیل مدت میں تقریباً ۱۴۸ سے زائد رسائل و کتب تالیف فرمادی جیسا کہ اس کا لرشخ خلیل ابراہیم قوتلای نے اپنی کتاب ”الامام علی قاری واثرہ فی علم الحدیث“ میں لکھا۔

آپ کا رجوع الی الحق: امام علی قاری نے ایک مرتبہ ایک خواب دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے والدین نار میں ہیں۔ اور پھر اس سلسلے میں آپ نے ایک رسالہ بھی تحریر فرمادیا مگر جب آپ نے شفاء للقا ضی عیاض کی شرح تالیف فرمائی تو آپ نے اپ نے وصال سے تین سال قبل ۱۰۱۱ھ میں اپ نے اس

رسالہ اور اس میں ذکر کردہ موقف سے رجوع فرمالیا اور پھر اس کے بعد فرمایا:

وابوطالب لم یصح اسلامہ واما اسلام ابویہ ففیہ اقوال ، والاصح اسلامہما علی ما اتفق علیہ الاجلہ من الامة کما بینہ السیوطی فی رسائلہ الثلاث المؤلفۃ و قال واما ما ذکر و ا من احیائہ علیہ الجمهور

الثقات کما قال السیوطی فی رسائلہ الثلاث المؤلفۃ

یعنی اور ابوطالب کا اسلام ثابت نہیں ہے اور رہا آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے والدین کے اسلام کے تعلق سے تو اس میں کئی اقوال ہیں اور صحیح ترین یہ قول ہے کہ آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے والدین کا اسلام تھا یعنی وہ اسلام پر تھے اور اسی پر امت اسلام کے اجلہ علمائے کرام کا اتفاق ہے جیسا کہ امام سیوطی قدس سرہ نے اپنی تالیف کردہ تین رسالوں میں بیان فرمایا ہے اور فرمایا وہ واقعہ جو آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے والدین کے احیاء اور زندہ کرنے کا ذکر کرتے ہیں تو صحیح روایت یہی ہے کہ یہ واقعہ درست ہے اور اس پر جمهور اہل ثقات کا اتفاق ہے جیسا کہ امام سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنے تالیف کردہ تین رسالوں میں ذکر فرمایا ہے۔

آپ کی تالیفات: امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے فنون شرعیہ اور مختلف موضوعات پر کتابیں تصنیف فرمائیں ہیں جیسا کہ قرآن کریم اور اس کے علوم، علم حدیث شریف اور اس کے علوم، علم التوحید والعقائد، علم فقہ اور اس کے علوم، اور آپ نے فروع مختلفہ میں بھی مختصر مختصر رسائل تحریر فرمائے ہیں۔ اور آپ کتابوں کو تحریر کرنے میں بالکل امام سیوطی علیہ الرحمہ کے مثل تھے۔ آپ نے جن جن علوم کو پڑھا ہے تو اس میں کم از کم ایک رسالہ ضرور تالیف فرمایا ہے۔ اور بعض لوگوں نے آپ کی تالیفات کو تین سو کے آس پاس تک تحریر فرمایا ہے۔ لیکن درحقیقت ایسا ہے کہ آپ کی تالیف میں

بعض ایک صفحہ کی ہیں اور بعض کتابیں کئی صفحات پر ہیں اور بعض کئی اجزاء پر اور بعض ایک مجلد اور بعض تو کئی مجلدات پر ہیں۔ چنانچہ علم التوحید میں آپ نے سترہ کتابیں، اور اصول فقہ میں ایک کتاب، علم فقہ میں بیس، علم مناسک و حج میں گیارہ، علم فرائض میں ایک، علم تفسیر میں چھ، علم قراءت و تجوید میں پانچ، علم سیرت و شمائل میں چھ، علم اوراد و وظائف و اذکار میں تین، علم تراجم میں پانچ، علم لغت میں تین، علم نحو میں چھ، علم مواعظ اور دیگر علوم میں اکیس کتابیں تالیف فرمائیں اور کچھ وہ کتابیں ہیں جو آپ کی طرف منسوب ہیں مگر مشہور نہیں ہیں۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کی بعض اہم اور مشہور تالیفات کو مندرجہ ذیل میں ذکر کروں ملاحظہ فرمائیں:

(۱)... انوار القرآن و اسرار الفرقان (تفسیر ملا علی قاری)

(۲)... الاثمار الجنية في اسماء الحنفية

(۳)... منح الروض الازهر في شرح الفقه الاکبر

(۴)... ضوء المعالي شرح بدء الامالی

(۵)... مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح

(۶)... جمع الوسائل في شرح الشمائل

(۷)... شرح مسند ابی حنیفہ

(۸)... شرح الشفاء للقاضی عیاض

(۹)... شرح نخبة الفكر في مصطلحات اهل الاثر

(۱۰)... الاسرار المرفوعة في الاخبار الموضوعة

(۱۱)... المصنوع في معرفة الحديث الموضوع

(۱۲)... الرد على القائلين بوحدة الوجود

(۱۳)... تسلیة الاعمی عن بلیة العمی

(۱۴)... موعظة الحبيب و تحفة الخطی

(۱۵)... شم العوارض في ذم الروافض

(۱۶)... الاحادیث القدسیة الاربعینیة

(۱۷)... التعليق على بعض اداب المریدین

(۱۸)... الناموس في تلخیص القاموس

(۱۹)... شرح الاربعین النوویة

(۲۰)... تذکرة الموضوعات

امام زرکلی قدس سرہ نے آپ کے بارے میں آپ کی تالیفات کے سلسلے میں اپنی کتاب ”الاعلام“، میں تفصیلاً ذکر فرمایا ہے۔

وفات: آپ علیہ الرحمہ کی وفات ایک ہزار چودہ، ہجری نبوی میں مکہ مکرمہ میں ہوئی اور وہیں پر مقبرہ معلّات میں تدفین عمل میں آئی اور بعض ترجمہ نگاروں نے ذکر فرمایا ہے کہ علمائے مصر کو جب آپ کی وفات کی خبر موصول ہوئی تو انہوں نے جامع ازہر شریف میں ایک جم غفیر کے ساتھ جس کی تعداد چار ہزار سے بھی زیادہ تھی آپ کی نماز جنازہ ادا فرمائی اور آپ کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔

رب کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ کریم اپنے ان نیک بندوں کا کچھ صدقہ ہمیں بھی عطا فرمائے اور اس صدقے کے بدولت ہم بھی دین اسلام کی خدمت کر سکیں۔۔۔۔۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم

ابوالفضل محمد فیض رضا خان الازہری قادری برکاتی رضوی غفرلہ

خادم المقام الرضویہ۔۔۔۔۔ محلہ سوداں گراں بریلی شریف

مقیم حال: جامعہ ازہر شریف قاہرہ مصر

مترجم کا مختصر سوانحی خاکہ

از قلم: مفتی محمد سلیم بریلوی

اجمالی تعارف: حضرت علامہ محمد فیض رضا خاں ازہری گلستان ریحان ملت کے اس شگفتہ و خوشنما پھول کا نام ہے کہ جس کی شگفتگی اور خوشبو سے بہت جلد اہل سنت و جماعت کے مشام جاں معطر ہوں گے۔ آپ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے برادر اکبر حضرت ریحان ملت علامہ محمد ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ کے پوتے، صاحب سجادہ حضرت مولانا محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی کے برادر زادے، خطیب اعظم، تاج السنہ نبیرۃ اعلیٰ حضرت، شہزادۃ ریحان ملت پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا محمد تو صیف رضا خاں مدظلہ النورانی کے شہزادے ہیں۔

نسب: سیدی سرکار اعلیٰ حضرت سے آپ کا سلسلہ نسب چار واسطوں سے مل جاتا ہے۔ جو اس طرح ہے:

محمد فیض رضا خاں ازہری بن حضرت علامہ تو صیف رضا خاں مدظلہما بن ریحان ملت حضرت علامہ ریحان رضا خاں بن مفسر اعظم حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں بن حجت الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خاں بن اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں علیہم الرحمۃ والرضوان۔

نام و تاریخ پیدائش: آپ کا پورا نام محمد فیض رضا خاں ہے۔ آپ کی

پیدائش ۲۲ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ / ۱۲ جنوری ۱۹۹۶ء کو ہوئی۔ خطیب اعظم حضرت علامہ تو صیف رضا خاں مدظلہ کی اولاد میں ایک شہزادی اور ایک شہزادے ہیں۔ شہزادی بڑی ہیں اور شہزادۃ موصوف ان سے چھوٹے ہیں۔ حضرت خطیب اعظم کی شہزادی کا عقد محلہ گڑھی بریلی شریف کے رہنے والے عالیجناب محترم سید عامر صاحب بن سید مستجاب علی صاحب سے مسجد نبوی شریف مدینہ منورہ میں مورخہ ۱۵ مارچ ۲۰۱۴ء بروز جمعرات کو ہوا۔ جس کا خطبہ حضرت خطیب اعظم اور حضرت علامہ محمد فیض رضا خاں عادل ازہری مدظلہما نے پڑھا۔ ان سے ایک شہزادے مورخہ ۱۱ اگست ۲۰۱۶ء کو متولد ہوئے جن کا نام نانا جان حضرت خطیب اعظم نے ”سید انعام احمد“ تجویز فرمایا۔

رسم تسمیہ خوانی: خاندانی رسم و رواج کے مطابق چار سال چار مہینہ اور چار دن کی عمر میں حضرت مترجم موصوف کی رسم تسمیہ خوانی ادا کی گئی۔

تعلیمی سفر: قرآن عظیم اور ابتدائی دینی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ چھ کلاسوں تک ابتدائی عصری تعلیم بریلی شریف کے انگلش میڈیم اسکول میں حاصل کی۔ پھر ۲۰۰۸ء میں یادگار اعلیٰ حضرت جامعہ رضویہ منظر اسلام میں درجہ اعدادیہ کی تعلیم حاصل کی۔ تسہیل المصادر پڑھانے کا شرف راقم الحروف کو حاصل رہا۔ خانوادۃ رضویہ کی خصوصیات و امتیاز میں سے فطری ذہانت و فطانت بھی ہے۔ جو بدرجہ اتم مترجم موصوف میں پائی جاتی ہیں۔ اس کا بارہا تجربہ خود راقم کو بھی ہوا۔ درجہ اعدادیہ میں اس وقت تقریباً ۲۵ طلبہ تھے۔ راقم کا طریقہ کار تمرین کی کتابوں میں یہ رہا ہے کہ

کتاب میں درج جملوں کے علاوہ ان کی مناسبت سے کچھ خارجی جملوں کی بھی انشاء بنواتا ہے۔ اس درجہ کے طلبہ کے ساتھ بھی یہی طریقہ رہا۔ مترجم موصوف کی یہ خاصیت تھی کہ وہ ان تمام طلبہ میں سب سے عمدہ انداز میں اردو سے فارسی اور فارسی سے اردو جملے بنا کر کے لاتے۔ سارے طلبہ میں بہترین سبق سناتے۔ چونکہ حضرت خطیب اعظم دعوت و ارشاد کے لئے ۱۹۷۸ء سے مسلسل ہندو بیرون ہند کا دورہ کرتے ہیں۔ حضرت ریحان ملت علیہ الرحمہ کے بعد اس خانوادے سے بیرون ہند کا سب سے پہلا دورہ حضرت خطیب اعظم ہی نے کیا۔ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے کثیر اسفار کے بعد اس خاندان میں سب سے زیادہ اگر کسی نے بیرون ملک کے سفر کئے ہیں تو وہ حضرت خطیب اعظم ہی کی ذات ہے۔ بلکہ کچھ ممالک تو ایسے ہیں کہ جہاں خانوادہ رضویہ سے صرف آپ ہی کا دورا ہوا۔ آپ نے ہندوستان کے تقریباً ہر صوبہ کا دورہ کرنے کے ساتھ نیپال، شری لنکا، پاکستان، موریشس، ساؤتھ افریقہ، سرینام، ہالینڈ، امریکہ، آسٹریلیا، ویسٹ انڈیز، ذمبابوے، تنزانیہ کے علاوہ مصر، دوہی وغیرہ عرب ممالک کا بھی دورہ فرمایا۔ چونکہ ان ممالک کی دینی حالت کو دیکھ کر آپ کو شدت کے ساتھ یہ احساس تھا کہ عالمی سطح پر دین و مسلک کی خدمت کے لئے ٹھوس علمی سرمایہ کے ساتھ عربی اور انگریزی جیسی عالمی زبانوں پر بھی عبور حاصل ہونا بہت ضروری ہے۔ اس وجہ سے آپ نے ناز و نعم سے پلے بڑے اپنے اکلوتے اور کمسن شہزادے کے فراق کو برداشت کرتے ہوئے چھوٹی سی عمر ہی میں سن ۲۰۰۹ء میں افریقہ کی سرزمین پر تحصیل علم کے لئے بھیج دیا۔ مترجم موصوف بھی تحصیل

علم کے اتنے شائق کہ گھر کا سارا عیش و آرام تہہ کر ایک دور دراز کے ملک میں تشریف لے گئے۔ ۲۰۱۲ء تک افریقہ کے دارالعلوم میں عربی اور انگریزی زبان و ادب کے ساتھ دینی تعلیم خصوصی طور پر حاصل کرتے رہے۔ ۲۰۱۲ء میں آپ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے مصر تشریف لے گئے جہاں ایک سال کا خصوصی عربی کورس کیا پھر ۲۰۱۳ء میں ازہر شریف کے ”کلیۃ الشریعۃ الاسلامیہ“ میں داخلہ ہوا اور یہاں سے ”تخصّص فی الفقہ الحنفی“ ۲۰۱۷ء میں مکمل فرمایا۔ تادم تحریر آپ ازہر شریف ہی میں رہ کر ”ایم فل“ کر رہے ہیں۔

اجازت و خلافت: ۲۰۱۲ء ہی میں ۲۵ صفر کو عرس رضوی کے موقع پر قل شریف کے وقت لاکھوں کے مجمع میں اسلامیہ انٹر کالج کے عرس رضوی کے منبر سے آپ کے والد ماجد حضرت خطیب اعظم نے مترجم موصوف کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں چلی آرہی سارے سلاسل کی اجازت و خلافت سے نوازا۔ ۲۰۱۴ء میں امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ پھر ۳۰ جولائی ۲۰۱۶ء میں قاضی شہزادہ تاج الشریعہ حضرت علامہ عسجد رضا خاں صاحب، حضرت مفتی عاشق حسین صاحب اور عالیجناب محترم سعید نوری صاحب رضا اکیڈمی ممبئی کی موجودگی میں حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ان الفاظ کے ساتھ آپ کو اپنی اجازت و خلافت سے نوازا کہ ”یہ بچہ مجھ سے بچپن سے محبت کرتا ہے اس کے گھر والے بھی مجھ سے محبت کرتے ہیں، میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں جو خلافت و اجازت مجھے سینہ بسینہ اپنے آباؤ اجداد سے ملی میں نے اسے عطا کی۔“

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿حدیث نمبر:﴾

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ
 ﷺ قال: قال اللہ تعالیٰ قسمت الصلوة بینی و بین عبدی
 نصفین و لعبدی ماسأل فاذا قال العبد الحمد لله رب العلمین
 قال الله حمّدتني عبدي فاذا قال الرحمن الرحيم قال الله أثنی
 علیّ عبدي فاذا قال مالك يوم الدين قال مجدّنی عبدي فاذا
 قال اياك نعبد و اياك نستعین قال هذا بینی و بین عبدی
 ولعبدی ماسأل فاذا قال اهدنا الصراط المستقیم صراط
 الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم و لا الضالّین قال هذا
 لعبدی و لعبدی ماسأل۔ (۱)

(رواه احمد و اصحاب الست ماعدا البخاری)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم
 ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے
 کے درمیان آدھا آدھا تقسیم فرما دیا ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ
 مانگے لہذا جب بندہ کہتا ہے ”الحمد لله رب العلمین“ تو رب فرماتا ہے کہ
 میرے بندے نے میری حمد بیان کی پھر جب بندہ کہتا ہے کہ ”الرحمن
 الرحیم“ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثناء بیان کی پھر جب بندہ
 کہتا ہے کہ ”مالک يوم الدين“ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے
 میری بزرگی بیان کی پھر جب بندہ کہتا ہے کہ ”ایاک نعبد و ایاک
 نستعین“ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے

امام ملا علی قاری قدس سرہ کی اربعین احادیث قدسیہ کا اردو ترجمہ
 اور تخریج بنام

الاربعین الرضویۃ فی ترجمۃ الاحادیث القدسیۃ
 عرفی نام

اربعین رضویہ

مترجم

نبیرہ اعلیٰ حضرت، خلیفہ تاج الشریعہ و امین شریعت حضرت علامہ مولانا
 مفتی الشاہ ابوالفضل محمد فیض رضا خاں عادل الازہری بریلوی
 فاضل جامعہ ازہر مصر

اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ مانگے پھر جب بندہ کہتا ہے ”اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم۔ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین“ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ مانگے۔

﴿حدیث نمبر ۲﴾

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: قال اللہ تعالیٰ: کذبت ابی آدم ولم یکن لہ ذالک شتمنی ولم یکن لہ ذالک فاما تکذیبہ ایاک فقوله لن یعیدنی کما بدأنی ولیس اول الخلق بأھون علی من اعادته و اما شتمہ ایاک فقوله اتخذ اللہ ولداً و انا الاحد الصمد لم الد ولم الد ولم یکن لی کفواً احد۔ (۲)

(رواہ البخاری)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رب ارشاد فرماتا ہے ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ یہ اس کو زیب نہ تھا اور مجھ کو برا کہا یہ بھی اس کو زیب نہ تھا۔ رہا ابن آدم کا مجھے جھٹلانا تو اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہرگز میری پہلی حالت پر نہ لوٹا سکے گا جب کہ اولاً ابنانا اور پیدا کرنا دوبارہ بنانے اور پہلی حالت میں لوٹانے کی نسبت آسان نہیں ہے (بلکہ یہ زیادہ مشکل ہے) اور مجھے برا کہنے اور گالی دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے کہا کہ رب نے بیٹا بنایا حالانکہ میں واحد بے نیاز ہوں نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ ہی کوئی میرا ہم سر ہے۔

﴿حدیث نمبر ۳﴾

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال! قال رسول اللہ

ﷺ: قال اللہ تعالیٰ یوذینی ابن آدم یسب الدھر و انا الدھر۔
بییدی الا مر اقلب اللیل و النہار۔ (۳)

(متفق علیہ و رواہ البخاری و احمد)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رب ارشاد فرماتا ہے کہ ابن آدم زمانے کو گالی دے کر مجھے تکلیف دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ (یعنی زمانہ کا خالق و مالک) ہوں میرے ہی قبضے میں سارے معاملات ہیں میں ہی دن اور رات کو بدلتا ہوں۔

﴿حدیث نمبر ۴﴾

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم ان اللہ تعالیٰ یقول یوم القیامۃ یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی قال یا رب! کیف اعودک و انت رب العلمین قال اما علمت ان عبدی فلانا مرض فلم نعدہ اما علمت انک لوعدتہ لوجدتہ عندہ؟
یا ابن آدم استطعمتک فلم تطعننی قال یا رب! کیف اطعمک و انت رب العلمین؟ قال اما علمت انہ استطعمک عبدی فلان فلم تطعمہ اما علمت انک لو اطعمتہ لوجدت ذالک عندی؟ یا ابن آدم استسقیتک فلم تسقنی قال یا رب! کیف اسقیک و انت رب العلمین؟ قال استسقاک عبدی فلان فلم تسقہ اما علمت انک لو سقیته لوجدت ذالک عندی۔ (۴)

(رواہ مسلم)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم

ﷺ نے فرمایا رب کریم قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا اے آدم! میں مریض ہوا تو تو نے میری عیادت نہیں کی بندہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری عیادت کیسے کر سکتا ہوں حالاں کہ تو رب العالمین ہے۔ رب ارشاد فرمائے گا کہ جب تجھ کو معلوم ہوا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے پھر بھی تو نے اس کی عیادت نہیں کی اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھ کو اس کے پاس پاتا پھر رب کریم ارشاد فرمائے گا اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا بندہ عرض کرے گا اے میرے رب! تو تو رب العالمین ہے میں تجھ کو کیسے کھلا سکتا ہوں تو رب کریم ارشاد فرمائے گا کیا تجھے یہ یاد ہے کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا مگر پھر بھی تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا اگر تو اس کو کھلاتا تو ضرور مجھے تو اس کے پاس پاتا۔

رب کریم ارشاد فرمائے گا اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے مجھ کو سیراب نہیں کیا۔ بندہ عرض کرے گا اے میرے رب! میں تجھ کو کیسے سیراب کرتا جب کہ تو تو رب العالمین ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا پھر تو نے اس کو سیراب نہیں کیا اگر تو اس کو سیراب کرتا ضرور مجھے تو اس کے پاس پاتا۔

﴿حدیث نمبر ۵﴾

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول! قال اللہ سبحانہ و تعالیٰ اذا بتلیت عبدی بحبیبتیہ فصبر عوٰضتہ منہما الجنة یرید عینیہ۔ (۵)

(رواہ احمد و البخاری)

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

جب میں اپنے بندے کو اس کی محبوب ترین دونوں آنکھوں سے محرومیت کی مصیبت میں مبتلا کرتا ہوں اور پھر وہ بندہ اس پر صبر کرتا ہے تو میں اس کو اس کی دونوں آنکھوں کے بدلے جنت عطا کرتا ہوں۔ (دو محبوب چیزوں سے مراد دونوں آنکھیں ہیں)

﴿حدیث نمبر ۶﴾

عن شداد ابن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: ان اللہ عزوجل اذا ابتلیت عبدا من عبادی مومنا فحمدنی و صبر علی ما ابتلیتہ فانہ یقوم من مضجعہ ذالک کیوم ولدتہ امہ من الخطایا و یقول الرب تبارک و تعالیٰ للحفظة انی قد قیدت عبدی هذا و ابتلیتہ فاجروالہ ماکنتم تجرون لہ و هو صحیح۔ (۶)

(رواہ احمد)

ترجمہ:- شداد ابن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رب کریم ارشاد فرماتا ہے۔

جب میں اپنے بندوں میں سے کسی مومن بندے کو کسی بلا (مرض) میں مبتلا کرتا ہوں مگر پھر وہ میری حمد کرتا ہے اور میری عطا کردہ مصیبت پر صبر کرتا ہے تو وہ بندہ اپنے بستر پر ایسے ہی رہتا ہے گویا کہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے تمام گناہوں سے پاک پیدا ہوا ہے اور رب تعالیٰ محافظین فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میں نے اپنے اس بندے کو قید کیا اور مصیبت میں مبتلا کیا تو تم اس کو وہی اجر دو جو تم اسے درستی و صحت کی حالت میں دینا چاہتے تھے۔

﴿حدیث نمبر ۷﴾

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال! ان رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم عاد مریضا فقال: ابشر فان الله تعالى يقول: هي نار أُسْلِطَها على عبادي المومن في الدنيا لتكون حظه من النار يوم القيامة۔ (۷)

(رواہ احمد و ابن ماجہ و البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک مریض کی عیادت فرمائی پھر ارشاد فرمایا میں بشارت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ایک ایسی آگ ہے جس کو میں دنیا میں اپنے مومن بندے پر مسلط کرتا ہوں تاکہ وہ قیمت کے دن جہنم کی آگ کا بدلہ ہو جائے۔ (یعنی وہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہے۔)

﴿حدیث نمبر ۸﴾

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال ان الرب سبحانه و تعالیٰ يقول: عزتي وجلالي لا اخرج احد امن الدنيا اريد ان اغفر له حتى استوفى كل خطيأته في عنقه بسقم في بدنه و اقتار في رزقه۔ (۸)

(رواہ رزین)

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک رب تعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری عزت و جلال کی قسم میں دنیا سے کسی ایسے کو جسے آخرت میں بخشنا چاہتا ہوں اس وقت تک ہر گز نہیں اٹھاؤں گا جب تک میں اس کے گناہوں اور اس کی خطاؤں کو اس کے رزق میں کمی اور اس کے بدن میں بیماری کی صورت میں خود اسی کی گردن پر ڈال کر ان گناہوں کا بدلہ و کفارہ نہ بنا دوں۔

﴿حدیث نمبر ۹﴾

عن واثله رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال: قال الله تعالى انا عند ظن عبدي فليظن بي ما شاء۔ (۹)

(رواہ الطبرانی و الحاکم بسند صحیح)

ترجمہ:- حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے بندے کے ظن کے پاس ہوں تو اب وہ جو چاہے میرے بارے میں ظن رکھے۔

﴿حدیث نمبر ۱۰﴾

عن ابی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم قال: قال الله تعالى: اعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رأت و لا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر۔ (۱۰)

(رواہ احمد و البخاری و مسلم و الترمذی و ابن ماجہ)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنے صالحین بندوں کیلئے وہ آراستہ کر رکھا ہے جس کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا۔

﴿حدیث نمبر ۱۱﴾

عن ابی هندی الدارمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال الله تعالى من لم يرض بقضائي و لم يصبر على بلائي فليتمس ربا سواي۔ (۱۱)

(رواہ الطبرانی بسند ضعیف)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا رب العزت ارشاد فرماتا ہے جو میرے فیصلے پر راضی نہیں اور میری عطا کردہ مصیبت پر صابر نہیں تو اسے چاہئے کہ وہ ضرور میرے علاوہ کوئی اور رب تلاش کر لے۔

﴿حدیث نمبر ۱۲﴾

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ کل عمل ابن آدم له الا الصیام فانہ لی وانا اجزی بہ۔ (۱۲)

(رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزوں کے۔ کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا (یا میں ہی اس کی جزا ہوں)

﴿حدیث نمبر ۱۳﴾

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ اذا ہم عبدی بحسنة ولم یعملها کتبتہا له حسنة فان عملها کتبتہا عشر حسنات الی سبع مائة ضعف و اذا هم بسئیة ولم یعملها لم اکتبہا علیہ فان عملها کتبتہا سیئة واحدة۔ (۱۳)

(البخاری و المسلم و الترمذی)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا بندہ کسی نیکی کا صرف ارادہ کرتا ہے مگر اس کو کرتا نہیں ہے تو میں اس کے بدلے اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دیتا ہوں اور اگر وہ اس کو (ارادہ کے ساتھ) کر گزرتا ہے تو میں اس کے نامہ اعمال میں دس سے لے کر سات سو تک نیکیاں لکھ دیتا ہوں۔ اور جب وہ کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو نہیں کرتا تو میں اس کے نامہ اعمال میں کچھ نہیں لکھتا لیکن اگر وہ اس کو کر گزرتا ہے تو میں اس کے نامہ اعمال میں ایک ہی گناہ لکھتا ہوں۔

﴿حدیث نمبر ۱۴﴾

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: قال اللہ تعالیٰ اذا احب عبدی لقائی احببت لقائه و اذا کرہ لقائی کرہت لقائه۔ (۱۴)

(رواہ مالک و البخاری و النسائی)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ میرے ملنے کو پسند کرتا ہے تو میں بھی اس کے ملنے کو پسند کرتا ہوں۔ اور جب وہ میرے ملنے کو نا پسند کرتا ہے تو میں بھی اس کے ملنے کو نا پسند کرتا ہوں۔

﴿حدیث نمبر ۱۵﴾

عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال اللہ تعالیٰ یا عبادی! انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ محرما بینکم ولا تظالموا! یا عبادی کلکم ضال الا من ہدیتہ فاستہدونی

اهدکم! یا عبادی کلکم جائع الا من اطعمته فاستطعمونی اطعمکم!
یا عبادی کلکم عار الا من کسوته فاستکسونی اکسکم! یا عبادی
انکم تخطئون باللیل والنهار وانا اغفر الذنوب جمیعا
فاستغفرونی اغفرلکم! یا عبادی انکم لن تبلغوا ضری فتضرونی
ولن تبلغوا نفعی فتنفعونی! یا عبادی لو ان اولکم و آخرکم و
انسکم وجنکم کانوا علی اتقی قلب رجل واحد منکم ما زاد ذالک
فی ملک شیئا یا عبادی لو ان اولکم و آخرکم و انسکم وجنکم
کانوا علی افجر قلب رجل واحد ما نقص ذالک من ملک شیئا!
یا عبادی لو ان اولکم و آخرکم و انسکم وجنکم قاموا فی صعیـد
واحد فسالونی فاعطیت کل انسان مسئلتہ ما نقص ذالک مما
عندی الا کما ینقص المخیط اذا ادخل البحر! یا عبادی انما ہی
اعمالکم احصیها لکم ثم او فیکم ایاها فمن عمل خیرا فلیحمد اللہ
ومن وجد غیر ذالک ولا یلومن الا نفسه۔ (۱۵)

(رواہ مسلم)

ترجمہ:- حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے
روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! یقیناً میں نے
ظلم کو اپنی ذات پر حرام فرمایا اور اس کو تمہارے درمیان بھی حرام فرمایا تو ایک دوسرے
پر ظلم نہ کرو۔

اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے ان کے جن کو میں نے ہدایت

عطا کی تو تم مجھ سے ہدایت طلب کرو میں تم کو ہدایت دوں گا۔

اے میرے بندو! تم سب کے سب بھوکے ہو سوائے ان کے جن کو میں
نے کھلایا تو تم مجھ سے کھانا مانگو میں تم کو کھانا دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب لباس
سے عاری ہو سوائے ان کے جن کو میں نے لباس عطا کیا تو تم مجھ سے لباس طلب کرو
میں تم کو لباس عطا کروں گا۔ اے میرے بندو! یقیناً تم لوگ دن رات غلطیاں کرتے
رہتے ہو اور میں ہی تمہارے ان سب گناہوں کو معاف کرتا ہوں تو تم مجھ سے مغفرت
طلب کرو میں تم کو مغفرت عطا کروں گا۔

اے میرے بندو! تم ہرگز میرے نقصان تک نہیں پہنچو گے کہ مجھے
نقصان پہنچا سکو۔ (کیوں کہ میں نفع و نقصان سے پاک و منزہ ہوں) تم ہرگز
میرے نفع تک نہیں پہنچ سکتے کہ تم مجھ کو نفع پہنچا سکو۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے
اولین و آخرین اور تمام انسان و جنات سب تم میں سے کسی ایک مرد کے تقویٰ شعار
دل پر ہو جائیں (یعنی سب متقی ہو جائیں) پھر بھی میرے ملک میں کسی چیز کا اضافہ
نہیں کر سکتے۔ (یعنی تمہاری نیکی کا فائدہ تم ہی کو ملے گا)

اے میرے بندو! اگر تمہارے اولین و آخرین اور تمام انسان و جنات
سب تم میں سے کسی ایک مرد کے فسق و فجور پر ہو جائیں (یعنی سب نافرمان
ہو جائیں) پھر بھی میرے ملک میں کسی چیز کی کمی ہرگز نہیں کر سکتے۔ (یعنی نافرمانی کا
نقصان تمہیں کو ہوگا مجھے نہیں)

اے میرے بندو! یقیناً اگر تمہارے اولین و آخرین اور تمام انسان و جنات
سب کے سب ایک بڑی زمین میں جمع ہوں پھر مجھ سے مانگیں اور میں ہر ایک انسان
کو اس کے مانگنے کے مطابق عطا کر دوں تب بھی میرے خزانہ سے ذرہ برابر کم نہ ہوگا
کیونکہ اتنا سب کچھ دیا جانا ایسے ہی ہے جیسے سوئی کو سمندر میں ڈال کر نکال لیا جائے

کہ جس سے اس سمندر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

اے میرے بندو! یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جس کو میں تمہارے لئے شمار کرتا ہوں (فرشتوں کے ذریعہ) پھر تم کو ان اعمال کا بدلہ عطاء کرونگا۔ جس نے عمل خیر کیا اس کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے اور جو اس کے برخلاف پائے وہ خود اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔

﴿حدیث نمبر ۱۶﴾

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: قال اللہ تعالیٰ انا اغنی الشریک عن الشریک من عمل عملا اشترک فیہ معی غیری ترکتہ و یترکہ۔ (۱۶)

(رواہ مسلم)
ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں شرک کے شرکاء سے بے نیاز ہوں جس شخص نے کوئی ایسا کام کیا جس میں میرے ساتھ میرے غیر کو شریک ٹھہرایا تو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔

﴿حدیث نمبر ۱۷﴾

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ: قال عزوجل انفق انفق علیک۔ (۱۷)

(رواہ احمد و الشیخان)
ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم میری راہ میں خرچ کرو میں تم پر خرچ کرونگا۔

﴿حدیث نمبر ۱۸﴾

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ: قال اللہ تعالیٰ سبقت رحمתי غضبی۔ (۱۸)

(رواہ مسلم)
ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری رحمت میرے غضب پر سبقت کرگئی۔

﴿حدیث نمبر ۱۹﴾

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ: قال اللہ تعالیٰ: اذا تقرب الی العبد شبرا تقربت الیہ ذراعا و اذا تقرب الی ذراعا تقربت الیہ باعا و اذا اتانی مشیا اتیتہ ہرولۃ۔ (۱۹)

(رواہ البخاری)
ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب بندہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا تو میں ایک ذراع اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ ایک ذراع میرے قریب ہو جاتا ہے تو میں اس کے ایک باع (گز) قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میرے پاس چلتا ہوا آتا ہے تو میں اپنی شان قدرت کے اعتبار سے بسرعت اس کے پاس آتا ہوں۔

﴿حدیث نمبر ۲۰﴾

عن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ: قال اللہ تعالیٰ انا الرحمن انا خلقت الرحم و

شَقَقْتُ لَهَا اسْمًا مِنْ اسْمِي فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتَهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتَهُ. (۲۰)

(رواہ احمد و البخاری فی الادب و ابوداؤد و الترمذی و الحاكم)

ترجمہ:- حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں ہی رحمن ہوں میں نے ہی صلہ رُحمی اور رشتوں کو پیدا کیا ہے اور اس کو اپنے نام سے منسوب کیا ہے تو جس شخص نے اس کو ملایا میں اس کو ملاؤں گا اور جس نے اس کو توڑا اور قطع رحم کیا تو میں اس کو قطع کر دوں گا اور توڑ ڈالوں گا۔

﴿حدیث نمبر ۲۱﴾

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال اللہ تعالیٰ الکبریاء ردائی و العظمة ازاری فمن نازعنی واحد منهما قذفته فی النار. (۲۱)

(رواہ احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کبریائی میری رداء (چادر) ہے اور عظمت میرا زار ہے جس کسی نے بھی میرے ساتھ ان دونوں میں سے کسی ایک میں جھگڑا و نزاع کیا تو میں اس کو نارِ جہنم میں ڈال دوں گا۔

﴿حدیث نمبر ۲۲﴾

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ :

قال اللہ تعالیٰ احب عبادی الی اعجلهم فطرا. (۲۲)

(رواہ احمد و الترمذی و ابن ماجہ)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندوں میں سے مجھے سب سے زیادہ پسند وہ ہے جو ان میں فطری طور پر بہت زیادہ جلدی کرنے والا ہے۔

﴿حدیث نمبر ۲۳﴾

عن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال اللہ تعالیٰ! المتحابون فی جلالی لهم منابر من نور یغبطهم النبیون والشهداء. (۲۳)

(رواہ الترمذی)

ترجمہ:- حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے جلال میں باہم محبت کرنے والوں کے لئے نور کے ایسے منبر ہیں کہ انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔

﴿حدیث نمبر ۲۴﴾

عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال اللہ تعالیٰ! احب ما تعبدنی بہ عبدی الی النصح لی. (۲۴)

(رواہ احمد بسند حسن)

ترجمہ:- حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کی وہ عبادت سب سے زیادہ پسند کرتا ہوں جو وہ میری راہ کی طرف نصیحت کر کے کرتا ہے۔

﴿حدیث نمبر ۲۵﴾

عن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال اللہ تعالیٰ!

وجبت محبتی للمتحابین فیّ و المتجالسین فیّ و المتبازلین فیّ و المتزاوین فیّ۔ (۲۵)

(رواہ احمد بسند صحیح و الطبرانی و الحاکم و البیہقی فی شعب الایمان) ترجمہ:- حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میری راہ میں باہم محبت کرنے والوں کیلئے میری محبت واجب ہے۔ اور میری راہ میں بیٹھنے والوں کے لئے میری محبت واجب اور میری راہ میں خرچ کرنے والوں کیلئے میری محبت واجب ہے۔ اور میری راہ میں ایک دوسرے کی زیارت کرنے والوں کیلئے میری محبت واجب ہے۔

﴿حدیث نمبر ۲۶﴾

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ : قال اللہ تعالیٰ ایما عبد من عبادی یرحمہ و ادخلہ الجنة۔ (۲۶)

(رواہ احمد بسند صحیح و النسائی) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جب میرے بندوں میں سے کوئی بندہ میری رضا کو حاصل کرنے کے لئے میری راہ میں جہاد کرنے کے لئے نکلتا ہے تو میں اس کو ضمانت دیتا ہوں کہ اگر میں اس کو صحیح سالم لوٹا دوں تو اجر یا مال غنیمت کے ساتھ لوٹاؤں گا اور اگر اس کی جان لے لوں تو اس کو بخش دوں گا اور اس پر رحم فرماؤں گا اور اس کو جنت میں داخل کروں گا۔

﴿حدیث نمبر ۲۷﴾

عن ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال اللہ تعالیٰ افترضت علی امتک خمس صلوات و عہدت عندی عہدا انہ من حافظ علیہن لو قتھن ادخلتہ الجنة و من لم یحافظ علیہن فلا عہد لہ عندی۔ (۲۷)

(رواہ ابن ماجہ بسند حسن) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں اور اپنے نزدیک ایک عہد لیا ہے کہ جس نے نمازوں کی ان کے وقتوں کے ساتھ محافظت کی میں اس کو جنت میں داخل کروں گا۔ اور جس نے ان کی حفاظت نہ کی تو اس کا میرے پاس کوئی عہد نہیں۔

﴿حدیث نمبر ۲۸﴾

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ : قال اللہ تعالیٰ لعیسیٰ یا عیسیٰ انی باعث من بعدک امة ان اصابھم ما یحبون۔ حمدوا و شکروا و ان اصابھم ما یرکھون صبروا و احتسبوا و لا حلم و لا علم قال یا رب کیف لھم و لا حلم و لا علم قال اعطیھم من حلمی و علمی۔ (۲۸)

(رواہ احمد و الطبرانی بسند صحیح فی شعب الایمان) ترجمہ:- حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

اے عیسیٰ! میں تمہارے بعد ایک ایسی امت بھیجوں گا کہ اگر اس کو کوئی پسندیدہ چیز پہونچے تو وہ حمد و ثنا کرتے ہوئے میرا شکر بجالائیں گے اور اگر ان کو کوئی ناپسندیدہ شئی پہونچے تو صبر کریں گے۔ اور اپنا احتساب و محاسبہ کریں گے حالاں کہ ان کے پاس ان کا ذاتی کوئی حلم اور کوئی ذاتی علم نہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کیسے ان کے لئے حلم اور علم نہ ہوگا؟۔
رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں ان کو اپنا حلم اور اپنا علم عطا کرونگا۔

﴿حدیث نمبر ۲۹﴾

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال اللہ تعالیٰ من علم انی ذو قدرة على مغفرة الذنوب غفرت له ولا ابالى ما لم يشرك بى شيئا. (۲۹)

(رواہ الطبرانی بسند صحیح و الحاکم)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص نے یہ جان لیا کہ بے شک میں گناہوں کو بخشنے پر قادر ہوں تو اس کو بخش دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں جب تک کہ وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔

﴿حدیث نمبر ۳۰﴾

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال اللہ تعالیٰ! اذا بتليت عبدی المومن فلم يشكنی الی عواده اطلقته من اسارى ثم ابدلته لحما خيرا من لحمه ودمه خيرا من دمه ثم يستأنف العمل. (۳۰)

(رواہ الحاکم بسند صحیح و البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں اپنے بندہ مومن کو کسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہوں پھر وہ اپنی عیادت کرنے والوں سے میری شکایت نہیں کرتا تو میں اس کو اپنی قید سے آزاد کر دیتا ہوں اور اس کے گوشت کو بہتر گوشت سے اور اس کے خون کو بہتر خون سے بدل دیتا ہوں پھر وہ بندہ از سر نو عمل کرنے لگتا ہے۔

﴿حدیث نمبر ۳۱﴾

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال اللہ تعالیٰ یا ابن آدم انک مادعوتنی و رجوتنی غفرت لك على ماکان منك ولا ابالى، یا ابن آدم لو بلغت ذنوبك عنان السماء ثم استغفرتنی غفرت لك ولا ابالى، یا ابن آدم لو انک آتیتنی بقراب الارض خطایا ثم یقتنی لا تشرك شیئا بى لا تیتك بقرابها مغفرة. (۳۱)

(رواہ الترمذی بسند صحیح)

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم! تو جب جب مجھے پکارے گا اور جب جب میری طرف رجوع کرے گا میں تجھے بخش دوں گا اور تیرے گناہ معاف کر دوں گا اور مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں کے برابر ہو جائیں پھر تو مجھ سے طلب کرے تب بھی میں تیرے گناہ معاف کر دوں گا اور مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اے ابن آدم! اگر تو میرے پاس اتنی خطاؤں کے ساتھ آئے جس سے

روئے زمین بھر جائے اور اس حال میں مجھ سے ملے کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تو میں تیرے زمین بھر کے سارے گناہ معاف کر دوں گا۔

﴿حدیث نمبر ۳۲﴾

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال ربکم لو ان عبادى اطاعونى لا سقیتم المطر باللیل و لا طلعت علیهم الشمس بالنهار ولما اسمعتهم صوت الرعد۔ (۳۲)

(رواہ احمد بسند صحیح و الحاکم)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تمہارا رب فرماتا ہے کہ اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں ضرور ان کو رات میں بارش سے سیراب کروں گا اور دن میں ان پر سورج طلوع کروں گا اور ہرگز کبھی ان کو رعد اور بجلی کی آواز نہیں سناؤں گا۔

﴿حدیث نمبر ۳۳﴾

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال ربکم: انا اهل اتقى فلا يجعل معى اله فمن اتقى ان يجعل معى اله فاننا اهل ان اغفر له۔ (۳۳)

(رواہ احمد و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ و الحاکم)

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تمہارے رب نے فرمایا میں اس کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ تو جو شخص میرے ساتھ کسی جھوٹے خدا کو شریک ٹھہرانے سے ڈراتا تو میں اس بات کا اہل ہوں کہ اس کی بخشش فرما دوں۔

﴿حدیث نمبر ۳۴﴾

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال اللہ تعالیٰ یا ابن آدم صل لی اربع رکعات من اول النهار کفک آخره۔ (۳۴)

(رواہ الترمذی بسند صحیح)

ترجمہ:- حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم تو دن کے آغاز میں میرے لئے چار رکعت نماز پڑھ میں دن کے آخری حصہ میں تیرے لئے کافی رہوں گا۔

﴿حدیث نمبر ۳۵﴾

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ! ان اللہ تعالیٰ یقول یا ابن آدم تفرغ لعبادتی املأ صدرك غنى واسد فقرک وان لم تفعل ملأت یدک شغلا ولم اسد فقرک۔ (۳۵)

(رواہ احمد و الترمذی و ابن ماجہ و الحاکم)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے ابن آدم میری عبادت کیلئے خالی اور فارغ ہو جا میں تیرے سینے کو غنا سے بھر دوں گا۔ اور تیری غربت کو روک دوں گا اور اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو تیرے ہاتھوں کو کام سے بھر دوں گا اور تیری غربت کو نہیں روکوں گا۔

﴿حدیث نمبر ۳۶﴾

عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ

ان الله تعالى يقول : ان عبداً اصححت له جسمه و وسعت عليه في معيشته تمضى عليه خمسة اعوام لا يفد إِيَّيَّ لمحرورم۔ (۳۶)

(رواہ ابو یعلیٰ فی مسندہ و ابن حبان بسند صحیح)
ترجمہ:- حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بے شک کوئی بھی بندہ جس کو میں نے صحت بخشی جسم عطا کیا اور اس کی معیشت میں وسعت عطا کی پھر اس پر پانچ سال ایسے گزرے کہ میرے گھر کی زیارت کو نہیں آیا وہ میری رحمت سے محروم ہے۔

﴿حدیث نمبر ۳۷﴾

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ :
ان الله تعالى يقول انا مع عبدی ما ذکرنی و تحرکت بی شفتاہ۔ (۳۷)

(رواہ احمد و ابن ماجہ و الحاکم بسند صحیح)
ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ رہتا ہوں۔ جب جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور میرے ذکر کے ساتھ اپنے دونوں ہونٹوں کو ہلاتا ہے۔

﴿حدیث نمبر ۳۸﴾

عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ :
ان الله تعالى يقول لاهل الجنة! ای اهل الجنة فيقولون لبيك ربنا و سعديك فيقول هل رضيتم؟ فيقولون و مالنا لا نرضى وقد

اعطيننا ما لم تعط احداً من خلقك فيقول الا اعطيكم افضل من ذلك۔ فيقولون يا رب و ای شئ افضل من ذلك فيقول! احل عليكم رضواني فلا اسخط عليكم بعده ابدا۔ (۳۸)

(رواہ احمد و الشیخان و الترمذی)
ترجمہ:- حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل جنت سے ارشاد فرمائے گا۔ اے جنتیو! تو اہل جنت عرض کریں گے لبیک و سعیدیک (ہم تیری بارگاہ میں سعادت مندی کے ساتھ حاضر ہیں) اے ہمارے رب۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کیا تم لوگ خوش ہو؟ تو اہل جنت عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم تجھ سے کیوں راضی نہ ہوں جب کہ تو نے ہم کو وہ عطا کیا ہے جو اپنی مخلوق میں کسی کو عطا نہیں کیا تب رب ارشاد فرمائے گا کیا میں تم کو اس سے افضل چیز نہ عطا کر دوں؟ تو اہل جنت عرض کریں گے اے رب۔ کیا اس سے بھی افضل کوئی چیز ہے؟ تو رب فرمائے گا: آج میں نے تم کو اپنی رضا و خوشنودی عطا فرمادی تو پھر اس کے بعد اب کبھی بھی میں تم سے ناراض نہ ہوؤں گا۔

﴿حدیث نمبر ۳۹﴾

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ ﷺ ! ان الله تعالى يقول! لاهون اهل النار عذابا لو ان لك مافی الارض من شئ كنت تفتدی به قال نعم! قال فقد سئلتك ما هو اھون من هذا وانت فی صلب آدم ان لا تشرك بی فابیت الا الشراك۔ (۳۹)

(رواہ البخاری و مسلم)
ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے

نوٹ:-

ان تمام احادیث کریمہ کی تخریج اور مآخذ و مراجع کی تفصیل اگلے صفحہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

تخریج اربعین الأحادیث القدسیہ



هذا حديث صحيح، أخرجه البخاري في "خلق أفعال العباد" (۱۳۲) مسلم (۲۹۶/۱-عبد الباقي)، و ابو عوانة (۱۲۶/۲)، و ابو داؤد (۸۲۱) وابن خزيمة (ج ۱/رقم ۵۰۲)، و ابن حبان (۲۰۵/۳-۲۰۶/۲-۱۷۷۵) و الطحاوي في "الشرح" (۲۱۵۸)، و في "المشكل" (۲۳/۲)، و البيهقي (۲/۳۹۶، ۱۶۶) و في "الشعب" (ج ۵/رقم ۲۱۴۶)، و ابن الجوزي في "التحقيق" (رقم ۴۹۳) و ابن النحاس في "القطع والائتناف" (ص ۱۰۱-۱۰۲)، و البغوي في "شرح السنة" (۴۷/۳)، و في "تفسيره" (۴۳/۱) و الاصبغاني في "الترغيب" (۸۰۰) جميعا من طريق مالك، و هو في "موطئه" (۸۴/۱-۳۹/۸۵) من طريق العلاء بن عبد الرحمن، انه سمع ابا السائب مولى هشام بن زهرة، يقول: سمعت ابا هريرة يقول: قال رسول الله ﷺ: ومن صلى صلاة لم يقرأ فيها بام القرآن، فهي خداج، هي خداج- غير تمام-

روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل جہنم کے سب سے ہلکے عذاب کے بارے میں فرماتا ہے کہ اگر تم روئے زمین کی ساری چیزوں کے مالک ہو جاؤ اور سب سے ہلکے اس عذاب سے جھٹکا رہے کے لئے تمہاری مملوکہ دنیا کو تم سے مانگا جائے تو ضرور اس کو دیکر عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہو گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اس سے بھی ہلکی چیز مانگی تھی تجھ سے جس وقت تو آدم کی پیٹھ میں تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا مگر تو نے دنیا میں آنے کے بعد میرا شریک ٹھہرایا۔

﴿حدیث نمبر ۴۰﴾

عن ابی هريرة رضى الله تعالى عنه عن رسول الله ﷺ: ان الله تعالى يقول: يوم القيامة اين المتحابون لجلالى اليوم اظلمهم فى ظلى يوم لا ظل الا ظلى- (۴۰)

(رواه احمد و مسلم)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ کہاں ہیں میری عظمت و جلال کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے ان کو میں اس دن اپنے سایہ رحمت میں رکھوں گا کہ جس دن میرے سایہ رحمت کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

فقلت: يا ابا هريرة! انى احيانا اكون وراء الامام، فغمز ذراعى، وقال: اقرأ بها يا فارسى فى نفسك! انى سمعت رسول الله ﷺ يقول: يقول الله عزوجل: قسمت الصلاة بينى وبين عبدى الحديث.

وتابع مالكا عليه ابن جريح، اخبرنى العلاء به. اخرجه البخارى فى "جزء القراءة" (٧٥)، ومسلم (٢٩٧/١)، وابو عوانة (١٢٧/٢)، وابن ماجه (٨٣٨)، واحمد (٢٨٥/٢) وابن خزيمة (ج ١/رقم ٤٨٩)، والحكيم الترمذى فى "النوادر" (ج ٣/ق ٢٠١)، وعبد الرزاق (٢٧٦٧)، وابن ابى شيبة (٣٦٠/١)، وتابعه محمد بن اسحاق بن يسار، عن العلاء.

اخرجه البخارى فى "جزء القراءة" (٧٣)، وابن جرير (٨٦/١) والبيهقى فى "القراءة" (٥٧) وكذلك تابعهم الوليد بن كثير. اخرجه ابن جرير (٨٦/١)، والبيهقى (١٦٦/٢-١٦٧)، وفى "جزء القراءة" (٥٤) ولكن خالفهم جماعة، منهم: "سفيان بن عيينة، وعبد العزيز بن محمد الوراوردى، والعمرى واسماعيل بن جعفر، ومحمد بن يزيد البصرى، وجهضم بن عبد الله، فرووه عن العلاء بن عبد الرحمن، عن ابيه، عن ابى هريرة. فصار شيخ العلاء وه "اباه" بدل "ابى السائب".

اخرجه مسلم (٣٩٥)، والحيمى (٩٧٣)، (٩٧٤)، وابن ابى حاتم فى "تفسيره" (٢٣) مختصرا، وابن حبان (٢١٤/٣)، والحكيم الترمذى فى "نوادير الاصول" (ج ٣/ق ٢٠١-٢٠٢)، و

البيهقى (٣٨/٢، ١٦٦-١٦٧). من طرق عن العلاء بن عبد الرحمن عن ابيه، عن ابى هريرة. قال الترمذى: "هذا حديث حسن"

وتابعهم ابن سمعان، فرواه عن العلاء بن عبد الرحمن، عن ابيه، عن ابى هريرة فذكره بمثل حديث مالك، لكن قال فيه: "قال الله عزوجل: انى قسمت الصلاة بينى وبين عبدى نصفين، فنصفها له، يقول عبدى: اذا افتتح الصلاة بسم الله الرحمن الرحيم فيذكرنى عبدى، ثم يقول: الحمد لله رب العالمين، فاقول: حمدنى عبدى: "الحديث" اخرجه الدار قطنى (٣١٢/١) وقال: "روى هذا الحديث جماعة من الثقات عن العلاء بن عبد الرحمن، منهم: مالك بن انس، وابن جريح، وروح بن القاسم، وابن عيينة، وابن عجلان، والحسن بن الحر، وابو اويس وغيرهم على اختلاف منهم فى الاسناد، واتفاق منهم على المتن، فلم يذكر احد منهم فى حديثه: "بسم الله الرحمن الرحيم"، واتفاقهم على خلاف ماروى ابن سمعان اولى بالصواب. وابن سمعان هو عبد الله بن زياد بن سمعان، متروك الحديث". اهـ.

قلت: واختلاف مالك وابن عيينة فى اسناده ليس بقادح بل هو اختلاف تنوع، وقد جمعهما اسماعيل بن ابى اويس فى نسق واحد لكنه اختصر الحديث.

اخرجه مسلم (٢٩٧/١-عبد الباقي)، وابو عوانة (١٢٧/١)، و الترمذى (٢٠٢/٥ حلى)، والبيهقى (٣٨/٢، ٣٧٥) من طريق

اسماعيل بن ابي اويس، عن ابيه، عن العلاء بن عبد الرحمن، قال: حدثني ابي و ابو السائب مولى هشام بن زهرة، و كانا جليسين الابى هريرة، عن ابي هريرة مرفوعا: "من صلى صلاة لم يقرأ فيها بام القرآن فهي خداج غير تمام" وليس فى حديث اسماعيل اكثر من هذا.

قال الترمذى: "سالت ابا زرعة عن هذا الحديث فقال: كلا الحديثين صحيح، واحتج بحديث ابن ابي اويس، عن ابيه عن العلاء. وكذا قال احمد. كما فى "مسائل ابي داود" (ص ٣١٢) وقال الحكيم الترمذى فى "نوادير الاصول" (ج ٣/ق ٢٠١/٢): "فالحديث صحيح من كلا الوجهين، كان العلاء سمعه من ابيه عن ابي هريرة، و سمعه من ابي السائب وهو عبد الله بن السائب الجهنى عن ابي هريرة. فمرة رواه عن ابيه ومرة رواه عن ابي السائب اهـ.

وفى الباب عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهما:

اخرجه الطبرى فى "تفسيره" (٨٦/١) و اللفظ له، وابن ابي حاتم (رقم ١٩)، و الاسماعيل فى "معجمه" (ج ٢/ق ٨٠/٢)، وعن السهمى فى "تاريخ جرجان" (ص ١٨٥) و الحكيم الترمذى فى "نوادير الاصول" (ج ٣/ق ٢٠١-٢٠٢/١) من طريق زيد بن الحباب، قال: حدثنا عنبسة بن سعيد، عن مطرف بن طريف، عن سعد بن اسحاق بن عجرة، عن جابر بن عبد الله مرفوعا: "قال الله عزوجل: قسمت الصلاة بينى و بين عبدى نصفين، و له

ماسأل- فاذا قال العبد: الحمد لله رب العالمين، قال الله: "حمدنى عبدى".

واذا قال: الرحمن الرحيم. قال: "اثنى على عبدى" و اذا قال: مال يوم الدين. قال: "مجدنى عبدى" قال: هذا لى، وله مابقى.

ووقع عند الاسماعيل: و اذا قال: اياك نعبد و اياك نستعين. قال: "مجدنى عبدى، وله ماسأل وله مابقى". و عزاه ابن كثير الاحمد وقال (١٣/١). "غريب من هذا الوجد".

قال الشيخ ابو الاشبال رحمه الله فى تعليقه على "تفسير الطبرى" (٢٠١/١): "هذا اسناد جيد صحيح" ثم نقل قول ابن كثير وقال: "ولعله يريد انه لم يروه احد من حديث جابر الا بهذا الاسناد، وليس من ذلك باس، و قد ثبت معناه من حديث ابي هريرة، فهو شاهد قوى لصحته"، اهـ.

وفى الباب عن ابي عباس،

اخرجه البيهقى فى "الشعب" (ج ٥/رقم ٢١٤٧) بسند ضعف جدا ذكرته فى "النافلة" (٢١٠) و الحمد لله.



هذا حديث صحيح، اخرجه البخارى (٧٣٩/٨. فتح)، و النسائى (١١٢/٤)، و احمد (٣٩٣-٣٩٤)، و ابن ابي عاصم فى "السنة" (٦٩٣)، من طرق عن ابي الزناد، عنا لاعرج، عن ابي

هريرة مرفوعا به-

ورواه عن ابي الزناد: "سفيان، وابن عجلان، وشعب بن ابي حمزة" وخرجه البخارى (٧٣٩/٨)، و احمد (٢١٧/٢) و الاصبهاني في "الترغيب" (٨٤) و البغوى في "شرح السنة" (٨١/١) من طريق عبد الرزاق وهو في "تفسيره" (ق ١١٣/١) عن معمر، عن همام بن منه، عن ابي هريرة به-

اخرجه احمد (٣٥٠/٢-٣٥١) من طريق ابن لهيعة، حدثنا ابو يونس، عن ابي هريرة به- وسنده حسن في المتابعات- وله شاهد من حديث ابن عباس بنحوه-

اخرجه البخارى (١٦٨/٨)، والطبراني في "الكبير" (ج ١٠/ رقم ١٠٧٥١) من طريق شعيب بن ابي حمزة، عن ابن ابي حسين، عن نافع بن جبير، عن ابن عباس-

﴿٣﴾

هذا حديث صحيح، اخرجه البخارى (٥٧٤/٨) و ٥٦٤/١٠ و ٤٦٤/١٣ فتح) وفي "الادب" (٧٦٩، ٧٧٠)، و مسلم (٢٢٤٦)، و ابو داؤد (٥٢٧٤)، و احمد (٢٣٨/٢)، و ٢٧٢، ٢٧٥، ٣١٨)، و الحميدى (١٠٩٦) والطبراني في "تفسيره" (٩٢/٢٥)، و ابن حبان (٤٨٨/٧)، و الحاكم (٤٥٣/٢) و ابن عدى في "الكامل" (٢٠٧٧/٦)، و البيهقي في "الكبرى" (٣٦٥/٣)، وفي "الاسماء" (٣٢١)، و البغوى في "شرح السنة" (٣٥٩/١٢)، والقضاعي في "مسند الشهاب"

(٩٢١) من طرق عن ابي هريرة بالفاظ متنوعة، وقد فصلت اسانيده و بينت الفاظه في "الهدية بشرح صحيح الاحاديث القدسية" يسر الله اتمامه بخير-

﴿٤﴾

هذا حديث صحيح، اخرجه البخارى في "الادب" (٥١٧) وفي "خلق الافعال" (٤٣١) و مسلم (٢٤٠/٢٥٦٩) و ابن حبان (ج ٩/ رقم ٧٣٢٢)، و ابو عوانه في "البر والصلة" من طريق حماد بن سلمة، عن ثابت، عن ابي رافع، عن ابي هريرة مرفوعا به-

و اخرجه احمد (٤٠٤/٢) من طريق ابن لهيعة، عن عبيد الله بن ابي جعفر، عن سعيد بن ابي سعيد، عن ابيه، عن ابي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم عن الله عز وجل انه قال: مرضت فلم يعدنى ابن آدم، و ظمئت فلم يسقنى ابن آدم- فقلت: اتمرض يا رب؟! قال: يمرض العبد من عبادى ممن فى الارض، فلا يعاد- فلو عادته كان ما يعود له، و يظما فى الارض، فلا يسقى، فلوسقى كان ماسقاه لى-

﴿٥﴾

هذا حديث صحيح، اخرجه البخارى (١٦١/١٠- فتح) وفي "الادب المفرد" (٥٣٤)، و الترمذى (٢٤٠٠)، و احمد (١٤٤/٣)، و ١٥٦، ٢٨٣)، و عبد بن حميد في "المنتخب" (١٢٢٧، ١٢٢٨)، و ابو يعلى (٣٧٥/٦) (٢٦٨، ٢١٥/٧)، و الطبراني في "الوسط" (٢٥٢)، و فى "الصغير" (٣٩٨)، و ابن عدى فى "

- الكامل“ (٣ / ١٢٣٨)، و البيهقي (٣ / ٣٧٥)، و البغوي في “
شرح السنة“ (٥ / ٢٣٨) من طرق عن انس-
وفي الباب عن جماعة من الصحابة، منهم-
١- ابو هريرة رضى الله عنه-
اخرجه النسائي في “الاطراف“ (٩١١ / ٣٧٢) الترمذى
(٢٤٠١) و صححه، و الدارى (٢ / ٢٣١) - (٢٣٢)، و احمد (٢ /
٢٦٥)، و الطبرانى في “الاوسط“ (١٧٩) و ابن حبان (٧٠٧)،
و ابن عدى في “الكامل“ (٢ / ٧١١) و ابو نعيم في “اخبار
اصبهان“ (٢ / ٢٨١) و في “الحلية“ (٦ / ١٠٣)-
٢- العرياض بن سارية رضى الله عنه-
اخرجه ابن حبان (رقم ٧٠٦)، و البخارى في “التاريخ الكبير“
(٤ / ٤١٢)، و يعقوب بن سفيان في “التاريخ“ (٢ / ٣٤٨)
و البزار (٧٧١)، و الطبرانى في “مسند الثامين“ (ق ٢٢٩،
٢٥١)، و ابو نعيم في “الحلية“ (٦ / ١٠٣)-
٣- ابو امامة رضى الله عنه-
اخرجه احمد (٥ / ٢٥٨) و البخارى في “الادب المفرد“ (٥٣٥)،
و الطبرانى في “الكبير“ (٨ / ١٢٣، ٢٢٥، ٢٢٦) و انظر “المجمع“
(٢ / ٢٠٨)-
٤- شداد بن اوس رضى الله عنه-
اخرجه احمد (٤ / ٢٣)-
٥- ابن عباس رضى الله عنه-

- اخرجه ابن حبان (٤ / ٢٥٧)، و الطبرانى في “الكبير“
(١٢ / ٥٤)، و ابو يعلى (٤ / ٢٥٢)-
٦- جرير بن عبد الله رضى الله عنه-
اخرجه الطبرانى في “الكبير“ كما في “المجمع“ (٢ / ٣٠٩)-
٧- زيد بن ارقم رضى الله عنه-
اخرجه البخارى في “الادب المفرد“ (٥٣٢) و البزار (٧٧٠)- و
اخرجه احمد (٣ / ١٥٥، ١٤٦، ١٦٠، ١٦١) عن انس وفيه
عيادة النبي ﷺ لزيد بن ارقم-
٨- بريدة بن الحصيب رضى الله عنه-
اخرجه البزار (٧٦٩) بسند واه، فيه جابر الجعفى
﴿٦﴾
هذا حديث صحيح، اخرجه احمد (٤ / ١٢٣)، و الطبرانى في “
الكبير“ (ج ٧ / رقم ٧١٣٦)، و في “مسند الشاميين“ (ق ١٦٦)، و
ابو نعيم في “الحلية“ (٩ / ٣٠٩) - (٣١٠) من طرق عن اسماعيل
بن عياش، عن راشد بن داود الصنعاني، عن ابي الاشعث، انه
راح الى مسجد دمشق، و هجر بالروح، فلقي شداد بن اوس و
الصنابحي معه- قلت: اين تريدان يرحمكما الله؟ قالوا: نريد ههنا
الى اخ لنا مريض نعوده- فانطلقت معهما حتى دخلا عليه، فقالا
له: كيف اصبحت؟ قال: اصبحت بنعمة وفضل، فقال له شداد:
ابشر بكفارات السيئات وخطايا، انى سمعت رسول الله
ﷺ يقول- فذكره-

قلت: وهذا سند جيد.

واسماعيل بن عياش اذا روى عن اهل الشام فصحيح كما قال احمد و البخارى وغيرهما، وهذا منها.

وراشد بن داود لا بأس به وهو من صنعاء "دمشق" لا "اليمن"، وكان الهيثمى رحمه الله لم يفتن الى هذا فقال فى "المجمع" (٢٠٣-٣٠٤)

رواه احمد والطبرانى فى "الكبير" و "الوسط" كلهم من رواية اسماعيل بن عياش عن راشد الصنعانى وهو ضعيف فى غير الشاميين اهـ.

و الحديث عزاه الزبيدى فى "شرح الاحياء" للحاكم و ابى يعلى وللحديث شواهد ذكرتها فى "الهدية"



اسناد ضعيف، اخرجه الترمذى (٢٠٨٨)، و ابن ماجه (٣٤٧٠)، و احمد (٤٤٠/٢) و ابن ابى شية فى "المصنف" (٢٢٩/٣) وهناد فى "الزهد" (٣٩١)، و ابن ابى الدنيا فى "المرض والكفارات" (ق ٢/١٥٩)، و الطبرانى فى "مسند الشاميين" (ق ٧٨)، و ابن السنى فى "اليوم الليلة" (٥٤٦) والاصبهانى فى "الترغيب" (٥٤٧)، و الحاكم (٣٤٥/١) والبيهقى فى "الشعب" (٩٨٤٤)، و ابو نعيم فى "الحلية" (٨٦/٦) و ابن بلبان فى "المقاصد" (رقم ٨٥)، عن ابى صالح الاشعري، عن ابى هريرة. فذكره.

قال الحاكم:

"هذا حديث صحيح الاسناد" و واقفه الذهبى.

قلت: كذا، و ظاهر الاسناد الصحة، ولكنه معل، ولم ينتبه شيخنا.

ايده الله. لها، فصحة فى "الصحيحة" (٥٥٧)

وهذه العلة تتلخص فى ان ابا اسامة انما يروى عن عبد الرحمن بن يزيد بن تميم وهو ضعيف، فكان يخطىء فيقول: عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر ولم يلقه كما نصوا على ذلك.

قال موسى بن هارون:

"روى ابو اسامة عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر، وكان ذلك وهما منه، هو لم يلق ابن جابر، و انما لقي ابن تميم فظن انه ابن جابر، وابن جابر ثقة، و ابن تميم ضعيف"

قال يعقوب بن سفيان:

"قال محمد بن عبد الله بن نمير: روى ابو اسامة عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر، و نرى انه ليس بابن جابر المعروف، و ذكر لى انه رجل يسمى باسمه."

قال يعقوب:

"صدق، هو ابن تميم. قال يعقوب: وكانى رايت ابن نمير يتهم ابا اسامة انه علم ذلك و تغافل."

وقال ابن ابى حاتم فى "الجرح و التعديل" (٣٠٠/٢/٢):

سألت محمد بن عبد الرحمن ابن اخى حسين الجعفى عن عبد الرحمن بن يزيد فقال: قدم الكوفة عبد الرحمن بن يزيد بن تميم،

و عبد الرحمن بن يزيد بن جابر بعد ذلك بدهر، فالذى يحدث عنه ابو اسامة ليس هو ابن جابر، هو عبد الرحمن بن يزيد بن تميم-

وقال ابو داود:

”عبد الرحمن بن يزيد بن تميم متروك، حدث عنه ابو اسامة، و غلط فى اسمه، وكلما جاء: عن ابى اسامة عن عبد الرحمن بن يزيد، فانما هو ابن تميم“.

وقال ابو بكر بن ابى داود:

”سمعت ابا اسامة عن ابن المبارك، عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر الدمشقى، عن مكحول، قلما قدم ابن تميم الكوفة، قال: انا عبد الرحمن بن يزيد الدمشقى، وحدث عن مكحول، فظن ابو اسامة انه ابن جابر، و ابن جابر ثقة مامون، و ابن تميم ضعيف“.

اهـ.

لقت: فظاهر من كلام هؤلاء النقاد ان الواقع فى السند هو ”عبد الرحمن بن يزيد بن تميم“، و ان وقع فى السند ”ابن جابر“، فلا يعتد بذلك لوهم ابى اسامة فيه.

ومما يدل على ذلك ان ابا المغيرة رواه عن عبد الرحمن بن يزيد بن تميم، عن اسماعيل بن عبيد، عن ابى صالح الاشعري، عن ابى هريرة.

اخرجه ابن جرير فى ”تفسيره“ (٨٣/١٦-٨٤)، و ابن السنى (٥٤٧)، و ابن عساكر وفى ”تاريخه“ (١٩/١٤٠). كما فى

الصحيحة

و ابو المغيرة هو عبد القدوس بن الحجاج الخولانى، وهو ثقة مامون وقد ساق ابن عساكر وفى ترجمة ابن تميم (١٠/٢٤٢-٢٤٥) نقولا اخرى تدل على وهم ابى اسامة فيه.

ولذلك قال الحافظ ابن كثير فى ”تفسيره“ (٥/٢٥٠): ”غريب“ و قد اختلف فى اسناده و متنه.

فرواه محمد بن مطرف ابو غسان، عن ابى حصين، عن ابى صالح الاشعري، عن ابى امامة، مرفوعا: ”الحمى من كير جهنم، فما اصاب المومن منها كان حظه من النار“.

اخرجه احمد (٥/٢٥٢، ٢٦٣)، و ابن ابى الدنيا فى ”المرض و الكفارات“ ١٠ ق ١٦٢/٢ و الطبرانى فى ”الكبير“ (ج ٨/رقم ٧٤٦٨)، و الطحاوى فى ”المشكل“ (٣/٦٨)، و ابو بكر الشافعى فى ”الغلايات“ (ق ١١٢/٢).

قال المنذرى فى ”الترغيب“ (٤/٣٠٠):

”رواه احمد باسناد لا بأس به“!

كذا! وفيه نظر، لان ابا حصين هو الفلسطينى، قال الحافظ ابن حجر: ”مجهول“ وهو كذلك، فلم يرو عنه الا ابو غسان كما صرح بذلك الذهبى فى ”الميزان“، و الهيثمى فى ”المجمع“ (٢/٣٠٥).

وقال الحافظ العراقى- رحمه الله- فى ”تخريج الاحياء“ (٤/١٤٨):

”أخرجه أحمد من رواية أبي صالح الأشعري عن أبي إمامة، وأبو صالح لا يعرف، ولا يعرف اسمه“ - هـ.

كذا! ويظهر أنه فرق بين أبي صالح الأشعري الشامي، وأبي صالح الأشعري ويقال الانصاري، وهما واحد، وقد قال فيه أبو حاتم الرازي: ”لابأس به“ - كما في ”الجرح والتعديل“ (٢/٤ - ٣٩٢).

ولكن لحديث أبي إمامة شواهد أخرى صحيحة، فالذي يصح هو نسبة الحديث إلى النبي ﷺ، وأما الله عز وجل ففيه نظر - والله أعلم.



قال المنذري في ”الترغيب“ (٢٩٧/٤): ”ذكره رزين، ولم أره“ كتاباً سماه ”تجريد الصحاح الستة“ وهي الكتب الستة إلا ابن ماجة فإنه جعل بدلها ”موطأ مالك“.

وقد زاد أحاديث كثيرة ليست في هذه الكتب لا تعرف.

قال الشوكاني في ”الفوائد المجموعة“ (ص ٤٩) عند كلامه على حديث صلاة الرغائب: ”ومما أوجب طول الكلام عليها وقوعها في كتاب رزين بن معاوية العبدري، ولقد أدخل في ”كتابه“ الذي جمع فيه بين دواوين الإسلام بلايا وموضوعات لا تعرف، ولا يدى من أين جاء بها، وذلك خيانة للمسلمين، وقد أخطأ ابن الأثير خطأ بينا بذكر ما زاده رزين في ”جامع الأصول“ ولم ينبه على صحته في نفسه إلا نادراً، كقوله بعد ذكر هذه الصلاة ما

لفظه: هذا الحديث مما وجدته في كتاب رزين، ولم أجده في واحد من الكتب الستة. والحديث مطعون فيه“ - هـ.

ولم يحسن المصنف بوضعه هذا الحديث في كتابه.



هذا حديث صحيح، أخرجه الدارمي (٢١٤/٢ - ٢١٥)، وأحمد (٤٩١/٣، ١٠٦/٤)، وابن المبارك في ”الزهد“ (٩٠٩)، وابن حبان (٧١٧، ٧١٨، ٢٣٩٣، ٢٤٦٨)، والطبراني في ”الكبير“ (ج ٢٢/رقم ٢١٠)، وفي ”مسند الشاميين“ (ق ٢٤٢ - ٢٤٣)، والدولابي في ”الكنى“ (١٣٧/٢ - ١٣٨)، والحاكم (٢٤٠/٤)، وابن أبي الدنيا في ”حسن الظن بالله“ (٢)، وعنه البيهقي في ”الاربعون الصغرى“ (١٢٤ - بتحقيق) من طرق عن هشام بن الغاز، ثنا حبان أبو النضر، قال: قال لي وأثلة بن الأسقع: قلت إلى يزيد بن الأسود، فإنه قد بلغني أن الما به - قال فقدته، فدخل عليه وهو ثقيل، قد وجه - يعني نحو القبلة - وقد ذهب عقله.

قال: نادوه.

فقلت: إن هذا وأثلة أخوك.

قال فابقي الله من عقله إن وأثلة قد جاء - قال: فمد يده فجعل يلمس بها، فعرفت ما يريد، فاخذت كف وأثلة فجعلتها في كفه، وإنما أراد أن يضع يده في يد وأثلة، وذلك لموضع يد وأثلة من رسول الله ﷺ - فجعل يضعها مرة على صدره، ومرة على وجهه، ومرة على فيه - فقال وأثلة: لا تخبرني عن شئ أسالك

عنه، كيف ظنك بالله؟

قال اغرقني ذنوب لي، اشفيتُ على هلكة، ولكن ارجو رحمة الله فكبرواثلة، وكبر اهل البيت بتكبيره، وقال: الله اكبر، سمعت رسول الله ﷺ يقول- فذكره-

و السياق لابن ابى الدنيا، وهو عند بعضهم مختصر-
قال الحاكم:

”صحيح الاسناد“

ووافقه الذهبي، وزاد: ”على شرط مسلم!“

كذا! وهو صحيح فقط، كما قال الحاكم- والله اعلم وحيان ابو النصر، وثقه ابن معين، وابن حبان (٤٨/٣) وقال ابن ابى حاتم فى ”الجرح“ (٢٤٥/٢/١) عن ابيه-
”صالح“

ويرويه ايضا يزيد بن عبيدة، عن حيان ابى النصر، قال: خرجت عائدا ليزيد بن الاسود، فلقيت واثلة بن الاسقع، وهو يريد عيادته، فدخلنا عليه، فلما رأى واثلة بسط يده، وجعل يشير اليه، فاقبل واثلة حتى جلس، فاخذ يزيد بكفى واثلة، فجعلهما على وجهه- فقال له واثلة: كيف ظنك بالله؟

قال: ظنى بالله- والله! حسن-

قال: فابشر، فانى سمعت رسول الله ﷺ يقول: قال الله جل وعلا: انا عند ظن عبدي بى، ان ظن بى خيرا له، وان ظن شرا له

أخرجه ابن حبان (٧١٦) و اللفظ له، والطبرانى فى ”الكبير“ (ج ٢٢ / رقم ٢٠٩)، وفى ”مسند الشاميين“ (ق ٢١٩) من طريق محمد بن المهاجر، وهذا سند صحيح، رجاله ثقات-

ويرويه ويضا الوليد بن سليمان بن ابى السائب، سمعت حيان ابا النصر، عن واثلة- فذكره بنحوه، بلفظ هشام بن الغاز-

اخرجه احمد (٤٩١/٣)، والطبرانى فى ”الكبير“ (ج ٢٢ / رقم ٢١١)، وفى ”مسند الشاميين“ (ق ١٨٩) من طريق الوليد بن مسلم حدثنى الوليد بن سليمان يعنى ابن ابى السائب، حدثنى حيان ابو النصر، عن واثلة-
و السياق الاحمد-

وهذا سند صحيح ايضا-

ويرويه ايضا سعيد بن عبد العزيز و هشام بن الغاز انهما سمعا ابا النصر حيان فذكره بنحوه عن واثلة-

اخرجه احمد (٤٩١/٣) ايضا- و سنده صحيح-

وقد توبع حيان ابو النصر، عليه-

تابعه اثنان ممن وقف عليهما:

١- يونس بن ميسرة بن حلبس، قال: دخلنا على يزيد بن الاسود، فدخل عليه واثلة، فلما نظر اليه مديده، فاخذ بيده فمسح بها وجهه و صدره، لانه بايع بها رسول الله ﷺ، فقال له: يايزيد! كيف ظنك بربك؟

قال: حسن-

قال: ابشر، فانى سمعت رسول الله ﷺ يقول: "ان الله تعالى يقول: انا عند ظن عبدى بى، ان خيرا، فخير، وان شرا، فشر".
اخرجه الطبرانى فى "الاوسط" (١٠٤- مجمع البحرين)، وفى [الكبير] (ج ٢٢ / رقم ٢١٥) وعنه ابو نعيم فى "الحلية" (٣٠٢ / ٩) من طريق عمرو بن واقد، عن يونس به وهذا سند ضعيف جدا، وعمر بن واقد تالف، تركه جماعة من النقاد.
ولكن يشهد للفظ حديثه رواية يزيد بن عبيدة، عن ابى النضر، وقد مرت.

٢- معروف بن عبد الله الخياط، ابو الخطاب، قال: عاد واثلة بن الاسقع يزيد بن الاسود الجرشي فى قريته، فى مرضه الذى توفى فيه، فجلس عند راسه، فقال له: كيف اصبحت يا يزيد؟ فقال له يزيد: فى خوف لا انقطاع له. ثم اغمى عليه مليا، ثم فتح عينيه، وقال: ورجاؤه فوق ذلك. فقال واثلة: الله اكبر. سمعت رسول الله يقول: "قال الله تعالى: انا عند ظن عبدى بى، فليظن بى ما احب"

اخرجه ابن عدى فى "الكامل" (٢٣٢٧ / ٦) وقال: "و معروف الخياط هذا، عامة ما يرويه وما ذكرته من احاديث، لا يتابع عليها" ولينه ابو حاتم الرازى فقال: "ليس بالقوى".
ووثقه ابن حبان.

وله شاهد من حديث معاوية بن حيدة مرفوعا.

"قال الله تعالى: انا عند ظن عبدى بى."

اخرجه الطبرانى فى "الكبير" (ج ١٩ / رقم ١٠٠٥) من طريق هشام بن عمار، ثنا مخيس بن تميم، عن بهزبن حكيم، عن ابيه، عن جده مرفوعا به وهذا سند ضعيف.

هشام بن عمار فى حفظه مقال، ومخيس بن تميم مجهول كما قال ابو حاتم الرازى، على ما فى "الجرح والتعديل" (٤٤٢ / ٤) لولده. وله شاهد من حديث ابى هريرة مرفوعا:

"انا عند ظن عبدى بى و انا معه حين يذكرنى. فان ذكرنى فى نفسه زكرته فى نفسى و ان ذكرنى فى ملا، زكرته فى ملا خير منهم، و ان اقترب الى شبرا، اقترب اليه ذراعا، و ان اقترب الى ذراعا، اقتربت اليه باعا، و ان اتانى يمشى، اتيته هرولة"

اخرجه البخارى (٣٨٤ / ١٣- فتح) وفى "خلق الافعال" (٤٢٥)، ومسلم (٢٦٧٥)، والترمذى (٣٦٠٣)، وابن ماجه (٣٨٢٢)، و احمد (٤١٣، ٢٠١ / ٢)، وابن طهمان فى "مشيخته" (١٧٦-١٧٤)، وابن ابى الدنيا فى "حسن الظن بالله" (ص- ٤٠)

وابن حبان (ج ٢ / رقم ٨٠٨) وابن منده فى "التوحيد" (ق ١ / ٧٨)، والسهمى فى "تاريخ جرجان" (ص ٥٠٥-٥٠٦)، والبيهقى فى "الاسماء والصفات" (٣٣٥-٣٣٦) وفى الاربعون الصغرى (٤٣- بتحقيقى)، وابو نعيم فى "الحلية" (١١٧-١١٨، ٢٧ / ٩)، والبغوى فى "شرح السنة" (٢٤ / ٥)

من طرق عن الاعمش، عن ابى صالح، عن ابى هريرة. قال الترمذى:

هذا حديث حسن صحيح

وله طرق اخرى عن ابى هريرة و شواهد عن جماعة من الصحابة ذكرته فى " الهدية بشرح صحيح الاحاديث القدسية " يسر الله اتمامه بخير- والحمد لله.

﴿١٠﴾

هذا حديث صحيح، اخرجه البخارى (٨/٥١٥-فتح)، ومسلم (٢٨٢٤)، والترمذى (٣١٩٧) وصححه والحميدى (١١٣٣)، و ابو يعلى (ج ١١/رقم ٧٢٧٦) والبيهقى فى " البعث " (١٦٣)، وابن حبان (ج ٢/٣٦٩) و ابو نعيم فى " صفة الجنة " (١١٤)، عن طريق ابى الزناد، عن الاعرج، عن ابى نعيم فى " صفة الجنة " (١١٤)، عن طريق ابى الزناد، عن الاعرج، عن ابى هريرة فذكره وفى آخره: " ومصدق ذلك فى كتاب الله عزوجل ﴿ فلا تعلم نفس ما اخفى لهم من قرة اعين جزاء بما كانوا يعملون ﴾ (السجدة/ ١٧)

وتابعه عبد الله بن الفضل، عن الاعرج به بدون ذكر الآية- اخرجه الطبرانى فى " مسند الشاميين " (ق ١٩) من طريق عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان، عن عبد الله بن الفضل- وابن ثوبان صدوق، لكنه تغير فى آخر حياته- وللحديث طرق اخرى عن ابى هريرة رضى الله عنه، منها: ١- ابو صالح عنه.

اخرجه البخارى (٨/٥١٦٥١٥)، ومسلم (٢٨٢٤)، وابن ماجه

(٤٣٢٨)، وهناد فى " الزهد " (١)، واحمد (٢/٤٦٦، ٤٩٥) وابنه فى " زوائد الزهد " (ص ١٩٦)، وابن ابى شيبه (١٣/١٠١، ١٠٩)، وابو نعيم فى " صفة الجنة " (١١١)، وفى " الحلية " (٩/٢٦)، والبيهقى فى " الاعتقاد " (ص ١٤٠) وفى " البعث " (١٦٤)، البغوى فى " شرح السنة " (١٥/١٠٨) من طرق عن الاعمش، عن ابى صالح، عن ابى هريرة.

٢- همام بن منبه، عنه

اخرجه البخارى (١٣/٤٦٥-فتح)، واحمد (٢/٣١٣) و ابو نعيم فى " صفة الجنة " (١١٢)، والبغوى (١٥/٢٠٦) عن عبد الرزاق، وهذا فى " مصنفه " (ج ١١/رقم ٢٠٨٧٤)، عن معمر، عن همام- وتابعه ابن المبارك، انا معمر به- اخرجه فى " الزهد " (٢٨٣- زوائد نعيم)

٣- محمد بن سيرين، عنه

اخرجه الطبرانى فى " الاوسط " (ج ١/رقم ٢٠٢)، وفى " الصغير " (١٠/٢٦) وعنه ابو نعيم فى " الصفة " (١١٣) من طرق صدقة بن عبد الله، عن سيعد بن ابى عروبة، عن قتادة، عن محمد بن سيرين به وقال:

"لم يروه عن قتادة، الا ابن ابى عروبة، تفرد به صدقة بن عبد الله".

قلت: هو السمين، ضعفه، وتركه الدارقطنى وغيره - وخولف فيه سعيد و خالفه سلام بن ابى مطيع، فرواه عن قتادة، عن

عقبة بن عبد الغافر عن ابي سعيد الخدرى مرفوعا به-

اخرجه ابن عدى فى "الكامل" (١١٥٤/٣)، و ابو نعيم فى "الحلية" (٢٦٢/٢) وقال: غريب من حديث قتادة، لم يروه عنه الاسلام وسلام وان اثنى عليه بعض العلماء، لكن المناكير تكثر فى حديثه عن قتادة خاصة كما صرح بذلك ابن عدى، وهذا منها-

٤- ابو سلمة بن عبد الرحمن، عنه

اخرجه الترمذى (٣٢٩٢) وصححه و ابن ابى شيبة (١٠١/١٣) والدارمى (٢٤١/٢)، و احمد (٤٣٨/٢) وهناد فى "الزهد" (٢)، و ابو اسحاق الحربى فى "الغريب" (٨٤٥/٢)، و الطبرى فى "تفسيره" (٦٦/٢١) و البغوى (٢٠٩/١٥) م طريق محمد بن عمرو، عنه-

٥- ابو رافع، عنه

اخرجه احمد (٣٦٩-٣٧٠، ٤٠٧، ٤٦٢) والسياق له، و المروزى فى "زوائد الزهد" (١٤٥٦)، و ابو يعلى (ج ١١/رقم ٦٤٢٨)، وعنه ابو نعيم فى "صفة الجنة" (١١٧، ٩٧) من طريق حماد بن سلمة، عن ثابت البنانى، عن ابى رافع، عن ابى هريرة مرفوعا- وليس منسوبا الى الله عزوجل:- ﴿من يدخل الجنة ينعم ولا يبأس، لا تبلى ثيابه ولا يفنى شبابه- وفى الجنة مالا عين رات، ولا اذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر﴾ وليست الزيادة الاخيرة عند ابى يعلى-

وهذا سند صحيح على شرط مسلم، وقد اخرجه (٢٨٣٦) من هذا الوجه بشطره الاول-

ويشهد لمعنى الحديث عدة احاديث عن بعض الصحابة منها:

١- حديث سهل بن سعد الساعدى، رضى الله عنه

اخرجه مسلم (٥/٢٨٢٥)، و احمد (٣٣٤/٥)، و ابن ابى شيبة (١٠١/١٣)، و الحاكم (٤١٣/٢)، والطبرانى فى "الكبير" (ج ٢/رقم ٦٦٠٢، ٦٠٠٣) من طريق ابى حازم، عن سهل بن سعد، قال شهدت من رسول الله مجلسا، وصف فيه الجنة، حتى انتهى، ثم قال فى آخر حديثه: "فيها مالا عين رأت، ولا اذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر" ثم اقرا هذه الآية-

﴿تتجافى جنوبهم عن المضاجع يدعون ربهم خوفا وطمعا و مما رزقنهم ينفقون- فلا تعلم نفس ما اخفى لهم من قرة اعين جزاء بما كانوا يعملون﴾ [السجدة: ١٦، ١٧]

وعند الحاكم:

"قال ابو صخر- راويه عن ابى حازم- قلت للقرظى، فقال: انهم اخفوا الله عملا، و اخفى لهم ثوابا، فقدموا على الله ففرت تلك الاعين-"

قال الحاكم:

"صحيح الاسناد" و وافقه الذهبى- وهو كما قال

٢- حديث ابن عباس، رضى الله عنهما

اخرجه الطبرانى فى "الكبير" (ج ١١/رقم ١١٤٣٩)، و فى

الاولى (ج ١ / رقم ٧٤٢) و ابو نعيم فى "صفة الجنة" (١٦) من طريق هشام بن خالد الازرق، ثنا بقية، حدثنى ابن جريح، عن عطاء، عن ابن عباس مرفوعا: "لما خلق الله جنة عدن، خلق فيها مالا عين رأت، ولا اذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر، ثم قال لها: تكلمى - فقالت: قد افلح المومنون".

قال الهيثمى (٣٩٧ / ١٠):

"رواه الطبرانى فى "اوسط"، و "الكبير"، و احد اسنادى الطبرانى فى الاوسط جيد" اهـ.

وهذا الاسناد معل بعنونة بقية و ابن جريح.

٣- ابو سعيد الخدرى - رضى الله عنه.

اخرجه ابن جرير (٦٧ / ٢١) من طريق معلى بن اسد، قال: ثنا سلام بن ابى مطيع، عن قتادة، عن عقبة بن عبد الغافر، عن ابى سعيد الخدرى عن رسول الله ﷺ فيما يروى عن ربه تبارك وتعالى قال: "اعدت لعبادى الصالحين مالا عين رأى ولا اذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر".

وفى رواية سلام عن قتادة نكارة كما سبق ذكره و اخرجه ابن عدى و ابو نعيم، "الحلية و انظر (ص ٣٤)



اسناده ضعيف جدا، اخرجه الطبرانى فى "الكبير" (ج ٢٢ / رقم ٨٠٧)، و ابن حبان فى "المجروحين" (٣٢٧ / ١) و الخطيب فى "التلخيص" (١ / ٨١) و ابو نعيم كما فى "الاصابة" (٤٤٨ / ٧)،

من طريق سعيد بن زياد، حدثنى ابى زياد بن فائد، عن ابيه فائد بن زياد، عن جده زياد بن ابى هند، عن ابى هند الدارى فذكره.

وهذا سند واه - وسعيد بن زياد تركه الازدى.

وقال ابن حبان:

"لا ادرى البلية ممن هى؟ منه او من ابيه او جده؟!"

وقال الحافظ فى "الاصابة" (٤٤٨ / ٧):

وزياد بفتح الزاى المنقوطة و تشديد التحتانية وكذا جده. وفائد بالفاء، وهو وولده ضعيفان، وقد جاء عنهما عدة احاديث مناكير" اهـ.

وله شاهد من حديث انس رضى الله عنه.

اخرجه البيهقى فى "الشعب" (ج ١ / رقم ١٩٦)، وعنه السمعانى فى "الانساب" (١١٣ - ١١٤) من طريق على بن يزداد الجرجانى، وكان قد اتى عليه مائة و خمسة و عشرون سنة، قال: سمعت عصام بن الليث الليثى.

السدوسى - من بنى مرارة فى البادية: سمعت انس بن مالك فذكره.

قال السمعان: "هذا اسناد مظلم لا اصل له".

قال السهمى فى "تاريخ جرجان" (٣٠٩ - ٣١٠):

"على بن يزداد روى عن قوم لا يعرفون، وعن قوم معروفين، مالا يحتملون".

وقال الذهبي: "شيخ الابن عدى متهم، روى عن الثقات او ابد".
وعصام بن الليث قال الذهبي: "لا يعرف".
فالسند ضعيف جدا كما قال شيخنا في "الضعيفة" (٧٤٧).

﴿١٢﴾

هذا حديث صحيح، أخرجه البخاري (١٠٣/٤، ١١٨، ١٠/٣٦٩، ١٠/٤٦٤، ٥١٢)، وفي "خلق الافعال" (٤٣٠-٤٢٧)، ومسلم (١١٥١)، والنسائي (١٦٢-١٦٣)، والترمذي (٧٦٤)، ومالك (١٠/٣١٠)، واحمد (٣٩٣/٢، ٤١٤، ٥١٦)، والحميدي (١٠/١٠)، وابن ابي شيبة (٥/٣)، والطيالسي (٢٤٨٥)، وعبد الرزاق (ج ٤/رقم ٧٨٩٣)، وابن طهمان في "مشيخته" (١١٦)، وابن خزيمة (ج ٣/رقم ١٨٩٦، ١٨٩٧)، وابن حبان (ج ٥/رقم ٣٤١٣، ٣٤١٤، ٣٤١٥) والبزار (ج ١/رقم ٩٦٥)، والطحاوي في "المشكل" (١١٥/٤)، والبيهقي في "الكنى" (١٩٢/١)، وابو نعيم في "الحلية" (٢٧٣/٢)، والاصبهاني في "الترغيب" (١٧٤٢)، والبيهقي في "الكبرى" (٢٣٥/٤، ٢٧٣)، وفي "الشعب" (ج ٧/رقم ٣٣٠٥، ٣٣٠٦)، والبيهقي في "شرح السنة" (٢٢٣٦)، والشجري في "الامالي" (٢٧٥/١)، من طرق عن ابي هريرة بالفاظ متنوعة، وقد فصلتها في "بذل الاحسان" و"الهداية".
واخرجه مسلم (١١٥١) وعبد بن حميد (٩٢١)، واحمد (٥/٣) عن ابي سعيد و ابي هريرة معا.

وفي الباب عن عثمان بن ابي العاص- رضى الله عنه.
اخرجه الطبراني في "الكبير" (ج ٩/رقم ٨٣٨٥) بسند ضعيف
وفي الباب عن آخرين ذكرتهم في المصدر السابق.

﴿١٣﴾

هذا حديث صحيح، أخرجه البخاري (١٣/٤٦٥-فتح)، ومسلم (١٢٨، ١٢٩)، وابو عوانة (١/٨٣، ٨٤)، والترمذي (٣٠٧٣)، واحمد (٢/٢٣٤، ٢٤٢، ٣١٥، ٣١٧، ٤١١، ٤٩٨)، وعبد الرزاق (ج ١١/رقم ٢٠٥٥٧)، وابن طهمان في "مشيخته" (١٠٤)، وابن حبان (ج ٢/رقم ٣٧٩-٣٨٤)، وابو يعلى (ج ١١/رقم ٦٥٠٠، ٦٢٨٢)، والطحاوي في "المشكل" (٢/٢٥٣)، وابن مندة في "الايمان" (٣٧٥، ٣٧٧، ٣٧٨)، والطبراني في "منسد الشاميين" (ق ١٧-١٨، ٢١)، والالكابي في "اصول الاعتقاد" (١٩٧٤)، وابو نعيم في اخبار اصبهاني (١١١/٢، ٢٦٧)، والبيهقي في "الاسماء والصفات" (٧٢، ٧١)، والبيهقي في "شرح السنة" (٣٨/١٤٠) من طرق عن ابي هريرة- قال الترمذي: "حسن صحيح".

﴿١٤﴾

هذا حديث صحيح، أخرجه مالك (١٠/٢٤٠)، والبخاري (١٣/٤٦٦-فتح)، والنسائي (١٠/٤)، واحمد (٢٠/٤١٨)، وابن حبان (ج ١/رقم ٣٦٤)، وابو نعيم في "اخبار اصبهاني" (٢٠/٩١)، والبيهقي في "شرح السنة" (٢٦٢/٥)، والذهبي في

تذكرة الحفاظ“ (٣٥٦/١٠) من طريق ابى الزناد، عن الاعرج،
عن ابى هريرة مرفوعا به.

﴿١٥﴾

هذا حديث صحيح، أخرجه مسلم (٥٥٧٧/٢٥٥)، والبخارى فى
الادب المفرد“ (٤٩٠)، واحمد (١٦٠/٥)، وابن خزيمة فى
”التوحيد“ (٢٢٠/٢١)، وابن حبان فى ”صحيحه“
(ج ٢/رقم ٦١٩)، والطيالسى (٤٦٣) ثلاثتهم روه مختصرا، و
ابو عوانة فى ”البر والصلة“، والطبرانى فى ”مسند الشاميين“
(ق ٤٦)، والحاكم (٢٤١/٤)، والبيهقى فى ”السنن“ (٩٣/٦)،
وفى ”شعب الايمان“ (ج ٥/رقم ٧٠٨٨)، وفى ”الآداب“
(١١٦٨)، وعبد الرزاق فى ”المصنف“ (ج ١١/رقم ٢٠٢٧٢)، و
ابو نعيم فى ”المستخرج“، كما فى ”النكت الظراف“ (١٦٩/٩).
وفى ”الحلية“ (١٢٥/١٢٦)، والخرائطى فى ”مساوى
الاخلاق“ (٦٣٧، ٦٤٠)، والبغوى فى ”شرح السنة“
(٧٣-٧٤)، وابن بلبان فى ”المقاصد السنية“ (٧٨-٨١) و
النووى فى ”الاذكار“ (٣٦٧)، ومن طرق عن ابى ذر الغفارى
مرفوعا به.

قال سعيد بن عبد العزيز:

”كان ابو ادرسى الخولانى، اذا حدث بهذا الحديث جثا على
ركبتيه“.

وقال الامام احمد:

”هذا اشرف حديث الاهل الشام“
وقال الحاكم:

”هذا هدت صحيح على شرط الشيخين-

قلت: لا، وقد وهم مرتين:

الاولى: لانه ليس على شرط البخارى-

الثانية: انه استدركه على مسلم وقد أخرجه كما ترى-

وقال ابو نعيم:

”صحيح ثابت“

وقال ابن بلبان:

”هذا حديث صحيح عال، وهو من اشرف الحديث، لاسيما اهل
الشام، خصوصا دمشق- تفرد باخراجه مسلم فى ”صحيحه“ و
أخرجه الترمذى (٢٤٩٥)، وابن ماجه (٤٢٥٧)، واحمد
(١٥٤/١٧٧) وابن ابى شيبه فى ”المصنف“ (ج ١٠/رقم
٩٦٠٦)، وهناد فى ”الشعب“ (ج ٥/رقم ٧٠٨٩)، وفى
”الصفات“ (ص ١٢٧، ٢٢٧) من طريقين عن شهر بن حوشب،
عن عبد الرحمن بن غنم، عن ابى ذر مرفوعا بنحوه. قال
الترمذى:

”هذا حديث حسن“

قلت: وقد استوفيت الكلام عليه مع تخريجه وذكر الفاظه. بقدر

الممكنة. فى ”الهدية بشرح صحيح الاحاديث القدسية“ (رقم ١)

يسر الله اتمامه بخرى- وهو المستعان-

﴿١٦﴾

هذا حديث صحيح، أخرجه مسلم (٤٦/٢٩٨٥)، وابن ماجه (٤٢٠٢)، و احمد (٤٣٥/٣٠١/٢)، والطبراني في "الوسط" (ج ١/ق ٢/١٠ - ج ٢/ق ١٠٦/٢)، وابو نعيم في "اخبار اصبهاني" (١٥٥/٢)، والبيهقي في "الاربعون الصغير" (٣٨ - بتحقيق) من طريق العلاء بن عبد الرحمن، عن ابيه، عن ابي هريرة مرفوعا به.

و أخرجه البغوي في "شرح السنة" (٣٢٤-٣٢٥) من طريق سعد بن المسيب، و ابي سعيد المقبري، كلاهما عن ابي هريرة. و أخرجه ابو يعلى (ج ١١/رقم ٦٥٥٢) من طريق عمرو، ع ابي سعيد المقبري، عن ابي هريرة مرفوعا به.

﴿١٧﴾

هذا حديث صحيح، أخرجه البخاري (٤٩٧/٩ - فتح) و عنه الاصبهاني في "الترغيب" (٢٠٤٩)، و مسلم (٣٦٩٩٣/٣٧)، و احمد (٢٤٢/٢، ٣١٤، ٤٦٣)، و الحميدي (١٠٦٧)، و ابو يعلى (ج ١١/رقم ٦٢٧) طرق ابي الزناد، عن الاعرج، عن ابي هريرة به.

﴿١٨﴾

هذا حديث صحيح، وله طرق عن ابي هريرة
١- الاعرج، عنه

أخرجه البخاري (٢٨٧/٦ و ٤٠٤/١٣، ٤٤٠ - فتح) و مسلم

(٢٧٥١/١٥-١٤)، و احمد (٢٤٢/٢، ٢٥٨، ٢٥٩، ٢٦٠)، (٣٥٨)، و الحميدي (١١٢٦)، و الاجري في "الشرعية" (٢٩٠)، و ابن الدنيا في "حسن الظن بالله" (١٣)، و الاسماعيلي في "معجمه" (٤١ - بتحقيق)، و البيهقي في "الاسماء و الصفات" (١٣٩/٢) من طرق عن ابي الزناد، عن الاعرج.

٢- ابو رافع، عنه

أخرجه البخاري ((٥٢٢/١٣ - فتح) و احمد (٣٨١/٢)، و ابن حبان (ج ٨/رقم ٦١١١)، و ابن ابي عاصم في "السنة" (ج ١/رقم ٦٠٨) من طريق قتادة، عن ابي رافع.

٣- عجلان المدني، عنه

و أخرجه الترمذي (٣٥٤٣)، و ابن ماجه (١٨٩، ٤٢٩٥)، و احمد (٤٣٣/٢)، و ابن خزيمة في "التوحيد" (١٣٤/١، ١٣٥)، و ابن حبان (ج ٨/رقم ٦١١٢) من طريق محمد بن عجلان، عن ابيه.

قال الترمذي:

"هذا حديث حسن صحيح غريب -

٤- عطاء بن ميناء، عنه

أخرجه مسلم (٢٧٥١/١٦)، و البيهقي في "الاسماء" (٨/٢).

٥- همام بن منبه، عنه

أخرجه احمد (٣١٣٢).

٦- عطاء بن يسار، عنه

اخرجه ابن ابى عاصم (٦٠٩).

٧- ابو صالح ، عنه

اخرجه البخارى (٢٨٤/١٣-فتح)، وابن حبان (ج ٨/رقم ٦١١٠)، و احمد (٣٩٧/٢، ٤٦٦) من طريق الاعمش، عنه.

﴿١٩﴾

هذا حديث صحيح، اخرجه البخارى فى "الصحيح" (٥١١/١٣).
٥١٢ فتح)، وفى "خلق افعال العباد" (ص ١٨٨)، و احمد (١٢٢/٣، ١٢٧، ١٣٠، ٢٧٢، ٢٨٣)، و عبد الرزاق (ج ١١/رقم ٢٠٥٧٥) و الطيالسى (٢٠٢١) و عبد بن حميد (١١٦٨)،
١١٦٩)، و ابو يعلى (ج ٥/رقم ٣١٨٠، ج ٦/رقم ٣٢٦٩)، و ابن مندة فى "التوحيد" (ق ١/١٠١) و البغوى فى "شرح السنة" (٢٤-٢٣/٥) من طرق عن قتادة، عن انس، بزيادة عند بعضهم فى اوله. قال البغوى: "صحيح"
وله شاهد عن ابى ذر رضى الله عنه.

اخرجه مسلم (٢٦٨٧)، و البخارى فى "خلق الافعال" (١٨٩)،
و ابن ماجة (٣٨٢١)، و احمد (١٤٧/٥، ١٥٣، ١٥٥، ١٦٩)،
١٨٠)، و الطيالسى (٤٦٤)، و المروزى فى "زوائد الزهد" (١٠٣٥)،
و الحاكم (٢٤١/٤)، و الطبرانى فى "الاوسط" (ج ٢/ق ١٦٤-٢/١٩٠)، و ابونعيم فى "الحلية" (٥٦/٥-١٦٨/٧، ٢٤٨)، و البيهقى فى "الشعب" (١٠١٢).
٤٠٤٧) وفى "الصفات" (٥٧٥)، و الخطيب فى "تاريخه"

(٧٤/٢)، و البغوى فى "شرح السنة" (٢٦-٢٥/٥) من طريق المعرور بن سويد، عن ابى ذر مرفوعا: "قال الله عز وجل: ﴿من عمل حسنة فله عشر امثالها او ازيد، ومن عمل سيئة، فجزاؤها مثلها او اغفر، ومن عمل قراب الارض خطيئة، ثم لقينى لا يشرك بى شيئا، جعلت مثلها مغفرة، ومن اقترب الى شبرا اقتربت اليه ذراعا، ومن اقترب الى ذراعا اقتربت اليه باعا، ومن اتانى يمشى اتيته هرولة﴾
قال الحاكم:

"صحيح الاسناد" ووافقه الذهبى

وقال ابو نعيم:

"صحيح من عوالى حديث الاعمش، رواه الائمة والناس عن الاعمش" وله طريق آخر عن ابى ذر ياتى فى الحديث رقم (٣١).

﴿٢٠﴾

هذا حديث صحيح، اخرجه ابو داود (١٦٩٤)، و الترمذى (١٩٠٧) و ابن ابى شيبه (٣٤٧-٣٤٨)، و البزار (ج ١/ق ١١١)، و الحميدى (٦٥)، و البرتى فى "مسند عبد الرحمن بن عوف" (ق ٢/١٧٩)، و ابو يعلى (ج ٢/رقم ٨٤) و البغوى فى "شرح السنة" (٢٢/١٣)، و الخرائطى فى "المساوى" (٢٦٥) من طريق سفيان (٢) بن عينية، عن الزهرى، عن ابى سلمة، قال: اشتكى ابو الرداد فجاءه عبد الرحمن بن عوف عائدا، فقال

خيرهم و اوصلهم ما علمت ابا محمد، فقال عبد الرحمن سمعت رسول الله ﷺ يقول- فذكره

وعند اغلب المخرجين: "ومن قطعها بتته"
وعند ابي يعلى: "... قطعته او بتته"

قال الترمذى:

"حديث سفيان عن الزهرى صحيح (٣)"

(١) سقط ذكر "الزهرى" من الاسناد ووقع فى المتن تصحيفات اخرى-

(٢) و تابعه سفيان بن حسين عن الزهرى به و اخرجه الحاكم (١٥٨ / ١) و سفيان ضعيف فى الزهرى خاصة- والله اعلم-

(٣) قال شيخنا فى "الصحيحة" (١٢٠):

فتعقبه المنذرى فى "مختصر سنن ابي داود (٢٦٢ / ٢) بقول: "فى صحيحه نظر، فان يحيى بن معين قال: ابو سلمه بن عبد الرحمن لم يسمع من ابيه شيئا، و ذكر غيره ان ابا سلمه و اخاه لهما سماع من ابيهما." اهـ-

و الذى يبدوا الى ان الترمذى لا يعنى الحديث صحيح بالنظر الى نسبته الى النبى ﷺ و انما للزهرى فقط، يعنى ان ما نسبته سفيان اليه من الحديث بالسند المذكور صحيح النسبة اليه، بخلاف ما نسبته اليه معمر فهو خطأ- هذا الذى يتبادر الى الذهن من النظر الى جملة كلامه، وذاك لا يعطى ان الحديث عنده صحيح عن النبى ﷺ -

قلت: كذا قال- ايده الله- والحمل بعيد لا يتبادر الى الذهن، بل الذى يتبادر ان الترمذى صحح متن الحديث لمجيئه من وجوه آخر عن الصحابة، و هذه طريقة مشتهرة عن الترمذى، فالحمل عليه اقرب و الله اعلم-

قلت: جوده معمر بن راشد- مخالفا سفيان- فرواه عن الزهرى، عن ابي سلمة بن عبد الرحمن، عن ابي الرداد الليشى، عن عبد الرحمن بن عوف اخرجه احمد (١٩٤ / ١)، و البيهقى فى "السنن" (٢٦ / ٧)، و فى "الصفات" (٩٧-٩٦ / ١) من طريق عبد الرزاق، انا معمر به ورواه عن عبد الرزاق هكذا: احمد بن حنبل، و احمد بن يوسف السلمى-

و خالفهما اسحاق بن ابراهيم الدبرى، و محمد بن المتوكل بن ابي السرى العسقلانى، فروياه، عن عبد الرزاق، عن معمر، عن الزهرى، عن ابي سلمة، ان الرداد الليشى اخبره عن عبد الرحمن بن عوف- فذكره فصار شيخ ابي سلمة: "الرداد" لا "ابا الرداد".
اخرجه ابو داود (١٦٩٥)، و ابن حبان فى "الثقات" (٤ / ٢٤١)، و الحاكم (١٥٧ / ٤)، و المزي فى "التهذيب" (٩ / ١٧٤).
١٧٥) عن عبد الرزاق، و هو فى "المصنف" (ج ١١ / رقم ٢٠٢٣٤)

قال الجيلانى فى "فضل الله الصمد" (١٣٤ / ١):

"هاهنا احتمالا ان: الاول ان يكون معمر قال: "رداد"، وان عبد الرزاق رواه كذلك، و ما وقع فى "المسند" عن عبد الرزاق "ان ابا

الرداد“ من تخطيط القطيعي راوى المسند عن عبد الله ابن الامام احمد، او من تخطيط ابن المذهب روايه عن القطيعي- الثاني ان يكون معمّر قال كما في ”المسند“ عن عبد الرزاق عنه، ان ”ابا الرداد“ لكن عبد الرزاق رواه باخرة حين سمع منه محمد بنا لمتوكل وغيره فقال: ”ان رداد“ ووقع الترمذى و ابن حبان من طريق المتأخرين، فظننا ان الوهم من معمّر، وعلى كل حال، فالصواب ”ابو الرداد“ اهـ.

قلت: ليس في هذين الاحتمالين واحد راجع، لانه لم يقع تخطيط من القطيعي ولا من ابن المذهب، بل الخطا من معمّر كما يأتى- و اما عبد الرزاق فليس الخطا منه.

فقد رواه ابن المبارك، عن معمّر، عن الزهرى، عن ابى سلمة، عن رداد الليشى، عن عبد الرحمن بن عوف بهـ.

اخرجه ابن حبان في ”صحيحه“ (٢٠٣٣)، و الشجرى في ”الامالى“ (١٣٠/٢) من طريقين عن ابن المبارك.

وابن المبارك ثقة ثبت حجة. وهنا يدفع قول الشيخ ابى الشبال رحمه الله في ”تخريج المسند“ (١٣٩/٣): ”فليس الخطا من معمّر، ولا من عبد الرزاق، فلعله ممن روى عن عبد الرزاق او غير عبد الرزاق ممن روى عن معمّر“ اهـ.

كذا والرواية عن عبد الرزاق ائمة اثبات. لكننا نשוב الرواية الاولى التى فيها ”ابو الرداد“ فقد توبع معمّر عليها.

فقد رواه شعيب بن ابى حمزه، عن الزهرى، عن ابى سلمة، عن

ابى الرداد، انه اخبره عن عبد الرحمن بن عوف بهـ.
واخرجه الحاكم (١٥٨/٤) وعنده البيهقى في ”شعب الايمان“ (٧٩٤١) من طريق محمد بن خالد بن خلى، ثنا بشر به، وتابعه ابو اليمان الحكم بن نافع، ثنا شعيب بن ابى حمزة بهـ.
وللحديث شواهد عن ابى سعيد الخدرى، وابن ابى اوفى، وعامر بن ربيعة، و جبير بن مطعم، رضى الله عنهم، خرجت احاديثهم في ”السحب الهوامع بتخريج جميع الجوامع“ للسيوطى، وقد نجز منه حتى كتابة هذه الاسطر نحو عشر مجلدات، ونسأل الله التمام وحسن الختام.



هذا حديث صحيح، اخرجه احمد (٢٤٨/٢، ٣٨٦، ٤٢٧، ٤٤٢)، وابوداود (٤٠٩٠)، وابن ماجه (١٤٧٤)، والحميدى (١١٤٩)، والطيالسى (٢٣٨٧)، وابن ابى شيبه (٨٩/٩) وهناد في ”الزهد“ (٨٢٥)، والدولابى في ”الكنى“ (١١٣/٢)، والقضاعى في ”مسند الشهاب“ (١٤٦٤)، والبغوى في ”شرح السنة“ (١٦٩/١٣) والضياء في ”المختارة“ (ج ٦١/ق ١٢٤٦) من طرق عن عطاء بن السائب، عن الاغرابى مسلم، عن ابى هريرة مرفوعا. فذكرهـ.

وقد رواه عن عطاء بن السائب جماعة، منهم: ”سفيان بن عينية، وسفيان الثورى، وحماد بن سلمة، وابو الاحوص سلام بن سليم، واسماعيل بن عليه، وعمار بن محمد

الثورى، وابو عوانة وضاح، ومحمد بن فضيل "وسفيان الثورى كان ممن سمع من عطاء قبل الاختلاط. فالسند قوى.

واخرج احمد (٤١٤/٢) حدثنا عفان، ثنا حماد بن سلمة عن سهيل عن عطاء بن السائب، عن الاغر، عن ابى هريرة به واحسب ان هذا الاسناد خطأ، صوابه: "حماد بن سلمة عن سهيل وعطاء" وقد اختلف على عطاء بن السائب فى اسناده. فرواه من ذكرنا عنه هكذا.

وخالفهم عبد الرحمن المحاربى و محمد بن فضيل فروياه عن عطاء بن السائب، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس مرفوعا به.

اخرجه ابن ماجه (٤١٧٥)، وابن حبان (٤٩)، وابن عدى (٢٠٠٠/٥) والواحدى فى "تفسيره" (٢/٦١/٤). كما فى "الصحيحة" (٥٤١)

وهذا من تخليف عطاء. ومحمد بن فضيل سمع منه فى الاختلاط كما قال ابو حاتم وغيره. وكذا عبد الرحمن المحاربى على ما يظهر من ترجمة عطاء.

وخالفهم جرير بن عبد الحميد فرواه عن عطاء، عن ابيه، عن ابى هريرة اخرجه القضاعى (١٤٦٣)

وخالفه ابو الاحوص فرواه عن عطاء، عن ابيه، عن عبد الله بن عمرو، و عن عمرو بن العاص (؟) مرفوعا به. ولعل الصواب: عن عبد الله بن عمرو مرفوعا. اخرجه ابن عدى (٢٠٠١/٥)

وقال:

"هذه التخليط عندى من عطاء بن السائب، لثقة من روى عنه الوجوه كلها.

واخرجه الحاكم (٦١/١) من طريق حماد بن سلمة، عن قتادة، عن سعيد بن المسيب، عن ابى هريرة مرفوعا مختصرا، وقال: "صحيح على شرط مسلم" ووافقه الذهبى. قال شيخنا فى "الصحيحة" وهو كما قال.

قلت: كذا! وفيه نظر، لان مسلما لم يخرج هذه الترجمة فى "صحيحه"، وكتادة مدلس. ولذا قال اسماعيل القاضى فى "احكام القرآن": "سمعت على بن المدينى يضعف احاديث قتادة عن سعيد بن المسيب تضعيفا شديدا ويقول: احسب اكثرها بين قتادة وسعيد رجال." اهـ

واخرجه مسلم (١٣٦/٢٦٢٠)، و البخارى فى "الادب المفرد" (٥٥٢) و ابو القاسم الاصبهانى فى "الترغيب" (٥٩٨) والبيهقى فى "الشعب" (٨١٥٨) من طريق ابى اسحاق السبيعى، عن ابى مسلم الاغر، عن ابى هريرة و ابى سعيد الخدرى مرفوعا عن الله عزوجل: "العزى ازارى والكبرياء ردائى، فمن نازعنى بشئى منهما عذبتة" هذا لفظ البخارى.

ولفظ مسلم مرفوعا:

"العز ازاراه، والكبرياء رداءه، فمن نازعنى بشئى منهما عذبتة." وفى الباب عن فضالة بن عبيد رضى الله عنه مرفوعا: فذكر

حديثا وفيه: "وثلاثة لا تسال عنهم: رجل نازع الله عزوجل رداءه، فانه رداءه الكبرياء، وازراه العزة، .."

اخرجه البخارى فى "الادب" (٥٩٠)، واحمد (١٩٦)، وابن حبان (٥٠)، وابن عاصم فى "السنة" (٨٩)، و ابو القاسم الاصبهاني فى "الترغيب" (٢٣٣٤)، والطبراني فى "الكبير" (٣٠٧١٨)، وابن عساكر فى "مدح التواضع وذم الكبر" (١٨٨/٥). كما فى "الصحيحة" (٥٤٢). من طريق حيوة بن شريح، حدثنى ابو هانى ان ابا على عمرو بن مالك الجنبى، حدثه عن فضالة بن عبيد.

واخرج الحاكم (١١٩/١) طرفا من اوله بهذا الاسناد وقال: "صحيح على شرط الشيخين فقد احتجا بجميع رواته ولم يخرجاه، ولا اعرف له علة". ووافقه الذهبى.

قلت: وقد وهما فى بعض ماقالا، فان ابا على الجنبى لم يخرج له الشيخان فى "صحيحهما"، و ابو هانى واسمه حميد بن هانى لم يخرج له البخارى وقال ابن عساكر: حديث حسن غريب، تفرد به ابو هانى ورجال اسناده ثقات.

﴿٢٢﴾

اسناد ضعيف: اخرجه الترمذى (٧٠١/٧٠٠)، واحمد (٢٣٧/٢-٢٣٨-٢٣٩) وابن خزيمة (ج٣/ رقم ٢٠٦٢)، وابن حبان (٨٨٦)، وشرح السنة (٢٥٦/٦)، والشجرى فى

"الامانى" (١٨٩/١-١٩٠) من طرق عن قرّة بن عبد الرحمن، عن الزهرى، عن ابى سلمة، عن ابى هريرة مرفوعا به. قال الترمذى: "حسن غريب".

قلت: وسنده ضعيف، وقرّة بن عبد الرحمن فى حديثه نكارة عن الزهرى ولكنه توبع.

تابعه محمد ابن الوليد الزبيدى، عن الزهرى بسنده سواء اخرجه الطبرانى فى "الاوسط" (ج١/ رقم ١٤٩) من طريق مسلمة بن على، عن محمد بن الوليد، وقال:

"لم يرو هذا الحديث عن الزبيدى الا مسلمة بن على"

قلت: وهو الخشنى ضعيف الحديث جدا. تركه غير واحد منهم النسائى و الدارقطنى والبرقانى والازدى.

وقال الحاكم: "روى عن الازاعى والزبيدى المناكير والموضوعات" (تنبيه) لم اجد هذا الحديث فى "سنن ابن ماجة"، فلعله وهم منه، والله اعلم.

﴿٢٣﴾

هذا حديث صحيح، اخرجه الترمذى (٢٣٩٠) من طرق حبيب بن ابى مرزوق، عن عطاء بن ابى رباح، عن ابى مسلم الخولانى، حدثنى معاذ بن جبل مرفوعا به.

وقال: "هذا حديث حسن صحيح. وابو مسلم الخولانى اسمه عبد الله بن ثوب".

ومن هذا الوجه:

اخرجه احمد (٢٣٦/٥-٢٣٧-٢٣٩)، واللفظ له، وابنه في "زوائد المسند" (٣٢٨/٥)، وابن ابى شيبة (١٤٥/١٣)، و الطبرانى في "الكبير" (ج ٢٠/رقم ١٦٧، ١٦٨) عن ابى مسلم الخولانى قال: اتيت مسجد اهل دمشق، فاذا حلقه فيها كهول من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم، و اذا شاب فيهم اكحل العينين، براق الثنايا، كلما اختلفوا فى شئ ردوه الى الفتى- شئى شاب- قال: قلت لجليس لى: من هذا؟ قال: هذا معاذ بن جبل- قال: فجئت من العشى، فلم يحضروا- قال: فغدوت من الغد- قال: فلم يجيئوا- فرحت، فاذا انا بالشاب يصلى الى سارية، فركعت، ثم تحولت اليه- قال: فمسلم، فدنوت منه فقلت: انى لاحبك فى الله- قال: فمدنى اليه قال: كيف قلت؟ قلت: انى لاحبك فى الله- قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يحكى عن ربه يقول: "المتحابون فى الله على منابر من نور فى ظل العرش يوم لا ظل الا ظله"- قال: فخرجت حتى لقيت عبادة بن الصامت، فذكرت له حديث معاذ بن جبل، فقال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يحكى عن ربه عزوجل: "حققت محبتى للمتحابين فى- وحققت محبتى للمتباذلين فى، وحققت محبتى لمتزاورين فى، والمتحابون فى الله على منابر من نور فى ظل العرش يوم لا ظل الا ظله" وليس فى رواية الطبرانى ذكر لعبادة بن الصامت- وقد خولف بن ابى رباح فى اسناده-

خالفه عطاء الخراسانى- وهو ضعيف-، فرواه عن ابى ادريس

الخولانى، عن معاذ به- اخرجه الطبرانى فى "مسند الشاميين" (ق ١٠٩) من طريق عتبة بن ابى حكيم حدثنى عطاء الخراسانى - و عتبة ضعيف لا سيما فى رواية بقية عنه، وهذا منها فلعله اشتبه على عطاء الخراسانى او على عتبة، لا سيما وهذا الحديث يرويه ابو ادريس الخولانى وابو مسلم الخولانى- والله اعلم-

﴿٢٤﴾

اسناده ضعيف، اخرجه احمد (٢٥٤/٢)، وابو نعيم فى "الحلية" (١٨٥/٨)، والبعغوى فى "شرح السنة" (٩٦/١٣) عن ابى المبارك، وهو فى "الزهد" (٢٠٤) من طريق يحيى بن ايوب، عن عبيد الله بن زحر، عن على بن يزيد، عن القاسم، عن ابى امامة مرفوعا فذكره-

قال ابن معين: "عبيد الله بن زحر، عن على بن يزيد، عن القاسم، عن ابى امامة مرفوعا فذكره-

قال ابن معين: "عبيد الله بن زحر، عن على بن يزيد عن القاسم عن ابى امامة ضعاف كلها-

قال ابن حبان فى "المجروحين" (٦٣-٦٢/٢):

"اذا اجتمع فى اسناد خبر: عبيد الله بن زحر، وعلى بن يزيد، و القاسم ابو عبد الرحمن، لا يكون متن ذلك الخبر الا مما عملته ايديهم، فلا يحل الا احتجاج بهذه الصحيفة" اه-

قلت: عبيد الله بن زحر و القاسم لم يتهمها احد بكذب، وهما فى

الاصل صدوقان، لكن فى حفظهما ضعف، والعلة من على بن يزيد الالهانى لا مرين: الاول: انه الاضعف، فتعصيب الجناية برقبته اولى-

الثانى: ان عبيد الله بن زحر توبع-

فتابعه عثمان بن ابى العائكة، عن على بن يزيد به-

اخرجه ابو القاسم الاصبهاني فى "الترغيب" (٢٤٢٣) من طريق الوليد بن مسلم، ثنا عثمان به-

قلت: وعثمان ضعيف، ومشاه بعضهم، فيبقى الاسناد ضعيفا، والله اعلم. وضعفه الهيشى (٨٧/١) وسبقه شيخه العراقى-

﴿٢٥﴾

هذا حديث صحيح، اخرجه مالك فى الموطا (٩٥٣/٢) واحمد فى المسند (٢٢٩/٥) وابن المبارك فى "الزهد" (٧١٥)

﴿٢٦﴾

اسناده ضعيف. اخرجه النسائى (١٨/٦)، واحمد بسند صحيح (١١٧/٢)

﴿٢٧﴾

اسناده ضعيف، اخرجه ابو داؤد فى رواية ابن الاعرابى كما فى "اطراف المزي" (٢٤٣/٩) وابن ماجه بسند حسن (١٤٠٣)

﴿٢٨﴾

اسناده ضعيف، اخرجه البخارى فى "التاريخ الكبير" (٢/٤) (٣٣٦.٣٥٥) والحاكم بسند صحيح (٣٤٨/١) واحمد بسند

صحيح (٤٥٠/٦)

﴿٢٩﴾

اسناده واه، اخرجه عبد بن حميد فى "المنتخب" بسند واه والطبرانى فى "الكبير" (١١/رقم ١١٦١٥) والحاكم (٢٦٢/٤)

﴿٣٠﴾

هذا حديث صحيح، اخرجه الحاكم (٣٤٩/١) والبيهقى فى "السنن" (٣/٣٧٥) وفى "الشعب" (٩٢٣٩)

﴿٣١﴾

هذا حديث صحيح، اخرجه الترمذى (٣٥٤٠) و ابو نعيم فى "الحلية" (٢/٢٣١)

﴿٣٢﴾

اسناده ضعيف. اخرجه احمد بسند صحيح فى "المسند" (٢/٣٥٩) والحاكم (٤/٢٥٦)

﴿٣٣﴾

اسناده ضعيف. اخرجه النسائى فى "التفسير" (١/١٣٩) و الترمذى (٣٣٢٨) وابن ماجه (٤٢٩٩) والدارمى (٢/٣٠٢) و احمد (٣/١٤٢)

﴿٣٤﴾

هذا حديث صحيح. اخرجه الترمذى (٤٧٥) و ابو نعيم فى